

Vol. I
No. 7



Monday
9th March, 1953

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

CONTENTS

	PAGES
Starred Questions and Answers	355—388
Unstarred Questions and Answers	388—372
General Discussion on the Budget	372—422

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Monday, the 9th March, 1953.

The Assembly met at Half Past Eight of the Clock.

[MR. SPEAKER IN THE CHAIR]

Starred Questions and Answers

Mr. Speaker: We shall now take up questions. Shri Ch. Venkatram Rao.

TOURS OF MINISTERS

*28 (67) *Shri Ch. Venkatram Rao* (Karimnagar): Will the hon. Minister for Finance be pleased to state:

Whether the boarding and lodging expenses of the Ministers during their tours in the districts are borne by the Government?

The Minister for Finance and Statistics (Dr. G.S. Melkote): Yes. Ministers are given daily allowance for this purpose.

شری سی ایچ۔ وینکٹ رام راؤ۔ منسٹرس کے ٹور کے موقع پر کلکٹرس کے گھروں پر اور ہبلک طور پر جو ڈنرس منسٹرس کو دئے جاتے ہیں ان کا خرچ کس مد سے ہوتا ہے؟

Dr. G.S. Melkote: The Ministers have to naturally come into contact with the public. In fact we have come to a decision that this kind of acceptance of dinners given by public should be avoided as far as possible. These allowances are sufficient to maintain our expenses. Supposing the hon. Member will invites me tomorrow, should I not accept it?

شری سی ایچ۔ وینکٹ رام راؤ۔ میں یہ دریافت کر رہا ہوں کہ ہبلک کے علاوہ گورنمنٹ آفیشلس جیسے کلکٹرس وغیرہ ہیں انکی جانب سے جو دعوتیں دیجاتی ہیں ان کا خرچ کس مد سے برداشت کیا جاتا ہے؟

Dr. G. S. Melkote: When a Collector invites certain other officials for discussions, it is possible that he may give a dinner but not in his individual capacity. So also when as an official he invites us, we may have to accept it.

شری کے۔ ایل۔ نرسیمھارائو۔ کیا یہ صحیح ہے کہ منسٹرس کے دورے کے دوران میں مقامی عہدہ دار دعوت دیتے ہیں اور ان دعوتوں کے اخراجات کے لئے یہ عہدہ دار اپنے عملہ کے چپراسیوں اور کلرکس سے چنلہ وصول کرتے ہیں؟

ڈاکٹر جی۔ ایس۔ ملکوٹے۔ یہ غلط ہے۔

شری کے۔ ایل نرسیمہ راؤ۔ کیا یہ صحیح نہیں کہ، یلندور میں جب آئربیل فینانس منسٹر دوزے پر آئے تھے تو انکی دعویٰ کیلئے چپراسیوں سے چاہہ وصول کیا گیا؟

Dr. G.S. Melkote : I require notice.

شری سی۔ ایچ۔ وینکٹ رام راؤ۔ کلکٹرس جو خرچ کرتے ہیں وہ کس ایٹم کے تحت ایسا کرتے ہیں؟

Under which head do they spend all these expenses?

Dr. G. S. Melkote : We know some of these difficulties and we realise them. We tried to make a provision for some of these items. The point is that we have to go to Districts and come into contact with the public, *in the community project areas*, In order to meet this, a contingency fund is being provided in the Budget for 1953-54.

شری ایم۔ پچیا ()۔ جب منسٹرس کو ذیلی الونس اور بہتہ وغیرہ دیا جاتا ہے تو منسٹرس مہربانی کر کے یہ دعوتیں لینا بند کیوں نہیں کر دیتے؟

Mr. Speaker : It is about procedure. No information is required.

شری جی۔ سری راملو۔ جب منسٹری آفیشیل ٹور پر جاتے ہیں تو وہ اس دوران میں آرگنائیزیشنس کا کام بھی کرتے ہیں۔ الونس اور بہتہ میں کیا ان کا یہ خرچ منہا کیا جاتا ہے؟

Dr. G. S. Melkote : When they go there, all organisations make representations. They will not go there for organisational work. They go for some Government work.

شری جی۔ سری راملو ()۔ کیا یہ صحیح نہیں کہ وہ آرگنائیزیشنس کا کام بھی کرتے ہیں اور اسکے لئے اپنا وقت دیتے ہیں؟

Dr. G. S. Melkote : It is not an organisational work.

MINT EMPLOYEES.

***29 (69) Shri Ch. Venkatram Rao :** Will the hon. Minister for Finance be pleased to state :

(a) Whether the Government have taken steps to safeguard the rights of the employees of Hyderabad Mint after the demonetisation of the Hyderabad currency?

(b) the nature of such steps, if taken?

Dr. G. S. Melkote : (a) Hyderabad Mint became a Central subject with effect from 1st April, 1950, as a result of the financial integration arrangements and is directly controlled by the Central Government without the medium of State Government. Hyderabad Government, therefore, have no direct responsibility for the employees of the Mint.

(b) This question does not arise.

شری سی ایچ۔ وینکٹ رام راؤ۔ جب حیدرآباد میں منٹ کی سروس تھی تو کیا وہ حیدرآباد کی سروس نہیں تھی ؟

ڈاکٹر جی۔ ایس۔ ملکوتے۔ نہیں۔

شری سی ایچ۔ وینکٹ رام راؤ۔ کیا منسٹر صاحب یہ بتا سکتے ہیں کہ پورے کے پورے ملازمین ایزارب (Absorb) کر لئے گئے ہیں یا نہیں ؟

ڈاکٹر جی۔ ایس۔ ملکوتے۔ مجھے پتہ نہیں۔

شری ایم۔ پچیا ()۔ اسکی وجہ سے جوان امپلائمنٹ پیدا ہو رہا ہے اسکی ذمہ داری حیدرآباد گورنمنٹ پر ہے یا سنٹر پر ؟

Dr. G. S. Melkote : It does not arise, Sir.

SALARIES OF GOVERNMENT SERVANTS.

*30 (175) **Shri K.V. Rama Rao** (Chinnakondur) : Will the hon. Minister for Finance be pleased to state :

(a) Whether the Government intend paying the salaries of Government servants in equal amount of I.G. currency after the demonetisation of O.S. Currency ?

(b) If so, whether there will be any distinction between gazetted and non-gazetted officers in this connection ?

Dr. G. S. Melkote : After the demonetisation of O.S. currency, the salaries of all Government servants will be paid in their equivalents in I.G. currency converted at the standard rate of exchange.

(b) No. There will not be any distinction between gazetted and non-gazetted officers.

ENGINEERING GRADUATES.

*31 (129) **Shri M. Buchiah :** Will the hon. Minister for Public Works be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that fresh engineering graduates are appointed as Assistant Engineers' overlooking the claims of senior and deserving officers in the Department?

(b) What is the policy of the Government with regard to promotions in the Department?

منسٹر فار پبلک ورکس اینڈ میڈیکل (شری مہدی نواز جنگ) - پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ جسے گورنمنٹ نے منظور کیا ہے اس کے لحاظ سے اسسٹنٹ انجینیر جونیئر اسکیل کی خدمات پر پبلک سروس کمیشن کے معرفت ڈائریکٹ ریکروٹمنٹ (Direct recruitment) کیا جانا ہے ۔

جزو (بی) کا جواب یہ ہے کہ ۲۵ فیصد جائداد ڈپارٹمنٹل پرموشن کے ذریعہ فل اپ کی جاتی ہیں ۔ ان قواعد کی تعمیل کی جاتی ہے جو گورنمنٹ اور پبلک سروس کمیشن کے متفقہ ہیں ۔

شری جی - سری راملو - کیا آنریبل منسٹر بتا سکتے ہیں کہ اس سلسلے میں یونین سے آئے ہوئے اشخاص کو پرفرنس دیا جاتا ہے ؟

شری مہدی نواز جنگ - یونین سے مراد ؟

شری جی - سری راملو - یعنی حیدر آباد سے باہر کے لوگ ۔

شری مہدی نواز جنگ - جی ، نہیں ۔ ایسا کوئی پرفرنس نہیں دیا گیا ہے ۔

شری جی - سری راملو - کیا ایسی شکایتیں آنریبل منسٹر کے ڈپارٹمنٹ کے آفیسر کی جانب سے پہنچی ہیں کہ ان کی سینیاری اگنور (Ignore) کی گئی ہے ؟

شری مہدی نواز جنگ - ایسی کوئی خاص شکایت میرے علم میں نہیں ہے ، کیونکہ ایسی خدمات کے لئے عام طور پر اشتہار دیا جاتا ہے ۔

INSPECTION BUNGALOW AT ADILABAD.

*32 (148) Shri Shrihari (Kinwat): Will the hon. Minister for Public Works be pleased to state:

(a) Whether it is a fact that no water tap is provided in the Inspection Bungalow at Adilabad, in spite of the tap water provision in the town for the last six years?

(b) If so, whether the Government would consider to make provision of the water pipe in the Inspection Bungalow?

شری مہدی نواز جنگ - ڈپارٹمنٹ کو اسکا علم ہے کہ انسپکشن بنگلو ، عادل آباد میں واٹر ٹپاپ نہیں ہے ۔ عدم گنجائش کی وجہ سے یہ انتظام نہیں ہو سکا ۔ اسکے لئے (۱۰۰) روپیوں کی ضرورت ہے ۔

CONSTRUCTION OF ROAD

*33 (174) *Shri K.V. Rama Rao* : Will the hon. Minister for Public Works be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that the P.W.D., C & B have recommended for laying a road from Nalgonda to Chandur and Narayanpur ?

(b) If so, whether Government will take up the work immediately ?

شری مہدی نواز جنگ - نلگنڈہ سے چندور اور نارائن پور کو ملانے کے لئے کسی سڑک کی تجویز محکمہ کے پاس نہیں ہے - دوسرا سوال پیدا نہیں ہوتا -

شری کے - وی - رامارائو - کیا اس سلسلہ میں سروے ہو کر اسٹیمیٹ تیار نہیں ہوا تھا ؟

شری مہدی نواز جنگ - عام طور پر ایسی تحریک وصول ہونے پر ڈپارٹمنٹ سروے کرواتا ہے - لیکن سروے کرانے کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ یہ کام لازماً تکمیل کروایا جائے -

شری جی - سری راملو - کیا یہ مناسب نہیں کہ کام کی موزونیت کو پہلے طے کرتے ہوئے بعد میں سروے کرایا جائے ؟

Mr. Speaker : This is a suggestion. Let us proceed to the next question.

WORKING HOURS FOR MEDICAL OFFICERS

*34 (4) *Shri M. Buchiah* : Will the hon. Minister for Public Health, Medical and Education be pleased to state :

(a) the number of working hours per day and per week fixed for the Medical Officers in the City and Districts ?

(b) Whether it is a fact that Medical Officers are sometimes required to work for 24 hours a day ?

(c) Whether such emergency arose more than once in a week ?

شری مہدی نواز جنگ - مڈیکل آفیسر روزانہ (۶) گھنٹے کام کرتے ہیں - (۱) گھنٹے صبح میں اور (۲) گھنٹے شام میں - اس طرح ہر ہفتہ (۷۰) گھنٹے ان کے ورکنگ اورس (Working hours) ہوتے ہیں - سوال کے دوسرے جز کا جواب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ انہیں روزانہ (۲۴) گھنٹے کام کرنا پڑتا ہے - ڈیوٹی مڈیکل آفیسر کیا زوالی مڈیکل آفیسر اور دوسرے جو ایمرجنٹ ڈیوٹی پر ہوتے ہیں وہ ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲ گھنٹے

”آن ڈیوٹی“، ہوتے ہیں اور جب ان کی ضرورت ہو وہ حاضر ہو سکتے ہیں۔ تیسرا جزیہ ہے کہ کیا ایمرجنسی ہر ہفتہ ایک سے زائد مرتبہ پیدا ہوتی ہے۔ اس کی نسبت کسی قسم کی پیش قیاسی نہیں کی جاسکتی۔

شری ایم۔ پچیا۔ کیا یہ صحیح نہیں کہ ان افسرس کو ہفتہ میں دو مرتبہ ۲۴-۲۴ گھنٹے آن ڈیوٹی رہنا پڑتا ہے؟

شری مہدی نواز جنگ۔ عام انتظام وہی ہے جس کا میں نے ابھی ذکر کیا۔ اگر اس سے ہٹ کر کوئی خاص حالات ہوں تو ان کا اظہار کرتے ہوئے دریافت کیا جاسکتا ہے۔ مجھے تو ایسی کسی شکایت کا علم نہیں۔

شری ایم۔ پچیا۔ عام طور پر تو نہیں ہوتا ہوگا۔ لیکن.....
مسٹر اسپیکر۔ آنریبل منسٹر نے اس کا جواب دیدیا ہے۔

CHADERGHAT CRAFT'S SCHOOL.

*35 (48) *Shrimati S. Laxmibai* (Bhanswada): Will the hon. Minister for Public Health, Medical and Education be pleased to state:

(a) the strength of (i) staff, (ii) the number of students at the Chaderghat Craft's School for Girls?

(b) the annual expenditure incurred on the school?

(c) whether there is any arrangement for coaching the students through the regional languages?

(d) If so, the number of students in each such sections?

Shri Devi Singh Chauhan (Minister for Rural Reconstruction and Education): (a) and (b) Presumably the reference is to the Girls' Vocational High School, Hyderabad City. A statement containing the information is laid on the table of the House.

Statement showing the strength of the staff and students and the expenditure on the Girls' Vocational High School, Hyderabad, for the years 1951-53.

Strength of staff		strength of students		Expenditure
1950-51	17	115		Rs. 61,646-0-6
1951-52	18	96		63,446-11-8
1952-53	18	87		66,564-9-0

(c) There is arrangement for coaching students through Telugu Medium.

(d) There was only one student with Telugu in the lower first year class in 1950-51 and another in the higher second year class in the year 1952-53.

شریتی سنگم لکشمی بائی - کیا وجہ ہے کہ اوس اسکول میں لڑکیاں نہیں رہتی ہیں ؟

شری دیوی سنگم چوہان - اس سوال کا جواب تو میں نہیں دے سکتا - پبلک یا لڑکیوں کے گارڈینس (Guardians) اس کو بہتر سمجھ سکتے ہیں - لیکن دونوں میڈیا (Media) میں تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے -

شریتی سنگم لکشمی بائی - کیا آنریبل منسٹر کو معلوم ہے کہ گزشتہ سال جب (۲۵) لڑکیاں اڈمیشن کے لئے گئی تھیں تو ہر اہل رینجمنٹس (Proper arrangements) نہ ہونے کی وجہ سے ان لڑکیوں کو واپس ہونا پڑا ؟

منسٹر اسپیکر - یہ کب کا واقعہ ہے ؟

شریتی سنگم لکشمی بائی - لاسٹ ایر (Last year) کا واقعہ ہے -

شری دیوی سنگم چوہان - جہاں تک گورنمنٹ کو معلوم ہے وہاں پر دو زبانوں میں تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے - لیکن اگر کوئی پرائیکٹیکل ڈیفیکلٹیز (Practical difficulties) ہوں تو ان کو رفع کیا جائیگا -

شریتی سنگم لکشمی بائی - عام طور پر یہ خیال ہے کہ چونکہ وہاں تعلیم کا انتظام ٹھیک ڈھنگ سے نہیں ہے اس لئے لڑکیوں کو کسی نہ کسی بہانے سے واپس کر دیا جاتا ہے -

شری دیوی سنگم چوہان - یہ غلط ہے - دونوں میڈیا (Media) میں تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے - البتہ میں اس چیز کو دھرانا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی پرائیکٹیکل ڈیفیکلٹیز ہوں تو ان کو رفع کیا جائیگا -

سری. رتنلالا کوٹےچا (پاٹوڈا) :- جب لڑکیوں کی تاباں کام ہے تو فیر سکول کویں کامیام رستا گیا ؟

شری دیوی سنگم چوہان - ووکیشنل اسکولس (Vocational Schools) میں ہمیشہ لڑکیوں کی تعداد کم رھا کرتی ہے - البتہ دوسری لیٹری اسکولس میں تعداد کافی ہوتی ہے -

شری کے - ایل - نرسمہوان راؤ (یلندو - عام) - کیا آنریبل منسٹر نے ذاتی طور پر اس اسکول کا معائنہ فرمایا ہے ؟

شری دیوی سنگھ چوہان - میں نے تو نہیں کیا البتہ ممکن ہے میرے بریڈیسپر نے کیا ہو۔

شریمتی سنگھ لکشمی بائی - جب اتنا خرچہ کرنے کے بعد بھی لڑکیوں کی تعداد کم ہے تو کیا حکومت اس اسکول کو بند کرنے یا دوسرا کوئی انتظام کرنے کے بارے میں نہیں سوچ سکتی؟

شری دیوی سنگھ چوہان - حیدرآباد میں لڑکیوں کے لئے دو ووکیشنل اسکولس تھے - ان میں سے ایک اسکول حیدرآباد میں رکھا گیا ہے اور دوسرا سکندرآباد میں منتقل کیا جا رہا ہے - پرائمری اریجمنٹس (Primary arrangements) ہو چکے ہیں - اس سال جون سے وہ اسکول سکندرآباد میں منتقل ہو جائیگا۔

شری عبدالرحمن () - چادرگھاٹ میں جو صنعتی مدرسہ ہے اس کی منتقلی کے فیصلہ کے خلاف وہاں کے عوام نے اور اخبارات نے حکومت کے پاس احتجاج کیا ہے - اس احتجاج کے بعد اس فیصلہ میں کیا کڑی تبدیلی کا امکان نہیں ہے؟

شری دیوی سنگھ چوہان - حکومت نے ان تمام باتوں پر غور کیا ہے اور یہ طے کیا ہے کہ حیدرآباد سٹی میں دو اسکولس کی قطعاً ضرورت نہیں ہے - ایک اسکول سکندرآباد میں اچھی طرح سے چلایا جاسکتا ہے - حیدرآباد اور سکندرآباد دونوں کی پبلک کی سہولتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ مناسب سمجھا گیا کہ حیدرآباد میں ایسے دو اسکولس کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

آئی. ماہیکچند پھادے:-ریجنل لنگویجس اور بوردز میں تالیف دینے والے مددگاروں کا کیا تاواضع ہے؟

شری دیوی سنگھ چوہان - یہ ایک تفصیلی سوال ہے - اس کے لئے اگر نوٹس دیجائے تو میں جواب دے سکونگا۔

آئی. رتنلال کوڈے:-کین کین وکیشنل سکولس میں تالیف دی جاتی ہے؟

شری دیوی سنگھ چوہان - اس کے لئے بھی نوٹس کی ضرورت ہے۔

شریمتی سنگھ لکشمی بائی - لیڈیز کے لئے دو پہر سے اسکولس ہیں اگر گورنمنٹ اس میں امنڈ منٹ کرے تو اچھا ہے۔

Business of the House

مسٹر اسپیکر - یہ آنریبل ممبر کا سجیشن (Suggestion) ہے () اب اس کے بعد بجٹ پر ڈسکشن (Discussion) ہوگا اور رولس کے لحاظ سے وقت کا تعین بھی کیا جاسکتا ہے - لیکن جیسا کہ ہمیشہ سے میرا طریقہ رہا ہے کہ میں یہ چیز آنریبل ممبرس پر ہی چھوڑ دیتا چاہتا ہوں وہ خود ٹائم لمٹ مقرر کر لیں۔ اپنی طرف سے لمیٹیشن مقرر کرنے کی یہ نسبت بہ بہتر سمجھتا ہوں کہ جو آنریبل ممبرس ڈسکس کرنا چاہتے ہیں وہ خود اپنے آپ قیود عائد کریں - بہر حال حالات

کے لحاظ سے میگزیم ٹائم (۳۰) منٹ دیا جائیگا اور عام طور پر دس یا پندرہ منٹ دئے جائینگے۔ جن معزز ارکان نے خاص طور پر تیاری کی ہے یا جو لیڈرس آف دی ہائیر ہیں اون کو کچھ زیادہ ٹائم دیا جائیگا۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ ہر پارٹی کا جو مطمح نظر ہے وہ ہاؤس کے سامنے پوری طرح سے آجائے۔ اس لئے پارٹی کے لیڈرس کو زیادہ سے زیادہ یعنی (۳۰) منٹ دئے جائینگے اور دوسرے آئریبل ممبرس کو ۱۰ یا ۱۵ منٹ دئے جائینگے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وقت کافی ہوگا اور اس وقت میں اچھی طرح ڈسکشن کیا جاسکیگا۔

Unstarred Questions and Answers

IRRIGATION PROJECTS.

18 (4) *Shri G. Hanumanth Rao (Mulug)*: Will the hon. Minister for Public Works be pleased to state:

(a) The number of minor irrigation projects working in each taluka?

(b) Cost of their construction?

(c) Their annual and maintenance charges and income since 1947?

Shri Mehdi Nawaz Jung: (a) There are altogether 13 projects, which could be more correctly termed as medium rather than minor, situated in the various taluqs of the eight Telangana districts of the State. For their names and details of their situation columns Nos. 1, 2 and 3 of the statement which is placed on the table may be seen.

(b) For the cost of the respective projects column No. 5 of the accompanying statement may be seen.

(c) Details regarding their annual maintenance charges may be seen in column No. 7 of the statement. Columns 8 to 12 show their respective ayacuts from year to year since 1947. With regard to their incomes, the information is not available in the PWD. The Revenue Department may be able to furnish it.

[Statement.]

S. No.	Name of Project	LOCATION		Cost of Project	Pro: Irriga- tion in acres	Cost of annual main- tenance	IRRIGATION DONE IN ACRES					
		Taluq	District				1947	1948	1949	1950	1951	
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	
1.	Pakhal Lake Pakhal	Warangal	4,17,222	8,910	10,250	4,441	6,046	5,638		
2.	Ramappa Lake Mulug	..	2,88,896	5,164	10,250	3,647	4,203	4,620	7,752	
3.	Laknawaram "	..	3,05,783	4,388	10,250	3,586	3,033	2,633	3,017	
4.	Large tank Ghanpur "	3,097	7,500	3,850	3,850	3,450	2,269	
5.	Wyra Project Khammam	..	85,90,276	17,890	42,750	13,480	13,064	13,694	13,298	
6.	Palair Project "	..	25,88,751	14,650	52,500	13,400	12,421	11,056	11,903	
7.	Fatehnagar Project Medak	Medak	5,37,011	3,737	12,500	4,838	7,100	4,885		
8.	Pendlipakla Project Deverkonda	Nalgonda	6,49,500	5,000	12,500	3,247	1,099	1,566	1,103	
9.	Mahbubnagar extention Pocharam project Medak	Medak	81,52,493	13,069	31,250	13,216	8,708	8,447	5,500	
10.	Manair Project Sircilla	Karimnagar	118,95,000	17,680	1,04,247					

NOTE : Revenue and capital accounts are maintained only for Nizamsagar, Pocharam, Wyra, Palair, Dindi, Chandrasagar, Fatehnagar and Manair, but the revenue figures since 1947 are not available in this office. They have been called for.

GOVERNMENT BUILDINGS

19 (5) *Shri G. Hanumanth Rao*: Will the hon. Minister for Public Works be pleased to state:

(a) The number of Government buildings in each taluqa including Hyderabad and Secunderabad cities?

(b) Cost of their construction and their maintenance charges?

Shri Mehdi Nawaz Jung: (a) A list is placed on the table.

(b) A list is placed on the table.

Statement showing the total number of Government Buildings in each Taluq and Hyderabad and Secunderabad Cities.

Sr. No.	Name of taluqs and districts	Total No. of Buildings in each taluq	Cost of Construction	Cost of Maintenance	Remarks
---------	------------------------------	--------------------------------------	----------------------	---------------------	---------

HEAD QUARTERS CIRCLE

Hyderabad City and Balda.

1.	Hyderabad City ..	1965	4,70,51,705	4,77,282	
2.	Secunderabad City .	70	81,19,024	84,601	

Nizamabad District

1.	Nizamabad taluq .	50	10,14,261	10,976	
2.	Bodhan ,, ..	24	1,85,808	2,415	
3.	Banswada ,, ..	8	90,096	1,045	
4.	Kamareddy ,, ..	37	2,61,878	3,456	
5.	Yellareddy ,, ..	9	98,225	1,491	
6.	Armoor ,, ..	14	1,18,701	1,500	

Statement showing the total number of Government Buildings in each Taluq and Hyderabad and Secunderabad Cities.—(contd.)

Sr. No.	Name of taluqs & districts	Total No. of Buildings in each taluq	Cost of the construction	Cost of the maintenance	Remarks
WARANGAL CIRCLE					
<i>Nalgonda District.</i>					
1.	Nalgonda taluq ..	88	5,80,027	6,922	
2.	Mirayalaguda ,, ..	15	1,13,521	1,448	
3.	Deverkonda ,, ..	10	91,174	1,261	
4.	Huzoornagar ,, ..	15	1,22,024	1,486	
5.	Bhongir ,, ..	25	2,11,865	2,188	
6.	Ramanapet ,, ..	1	2,700	27	
7.	Surayapet ,, ..	18	1,80,834	2,285	
8.	Jangaon ,, ..	21	2,07,005	2,511	
<i>Karimnagar District</i>					
1.	Karimnagar taluq	45	7,09,087	6,906	
2.	Manthani ,, ..	12	1,86,872	2,103	
3.	Huzurabad ,, ..	20	2,40,854	2,915	
4.	Parkhal ,, ..	15	1,80,564	2,101	
5.	Jagtial ,, ..	24	2,34,286	2,658	
6.	Sircilla ,, ..	19	2,28,289	2,624	
7.	Sultanabad ,, ..	18	2,34,124	2,659	
<i>Adilabad District</i>					
1.	Adilabad taluq	27	3,22,890	3,584	
2.	Asifabad ,, ..	60	8,30,826	10,554	
3.	Rajura ,, ..	24	2,69,877	3,218	
4.	Sirpur ,, ..	14	1,65,828	1,955	
5.	Lakshtipet ,, ..	22	2,07,115	2,559	
6.	Chinoor ,, ..	30	3,05,519	3,552	

Statement showing the total number of Government Buildings in each Taluq and Hyderabad and Secunderabad Cities.—(contd.)

Sr. No.	Name of taluqs & districts	Total No. of Buildings in each taluq.	Cost of the construction	Cost of the maintenance	Remarks.
<i>Adilabad District.—(contd.)</i>					
7.	Nirmal „ „	43	4,57,519	5,630	
8.	Booth „ „	16	1,64,757	1,956	
9.	Utnoor „ „	3	25,812	329	
10.	Kinwat „ „	13	1,57,353	1,883	
<i>Warangal District</i>					
1	Yellendu taluq	34	3,15,860	4,155	
2.	Palvencha „ „	22	2,38,304	3,989	
3.	Narsampet „ „	13	96,880	1,189	
4.	Warangal „ „	99	17,41,615	19,324	
5.	Mulug „ „	26	1,94,850	2,486	
6.	Pakhal „ „	5	8,942	121	
7.	Mahaboobabad „ „	35	3,04,971	4,274	
8.	Khammam „ „	62	3,46,705	5,946	
9.	Madira „ „	30	3,44,320	3,977	
<i>AURANGABAD CIRCLE.</i>					
<i>Aurangabad District.</i>					
1.	Aurangabad taluq .	87	16,87,835	17,836	
2.	Khuldabad „ „	12	1,90,939	2,091	
3.	Kannad „ „	21	1,86,109	2,347	
4.	Paithan „ „	17	2,32,088	2,745	
5.	Vizapur „ „	16	1,35,545	2,277	
6.	Sillod „ „	16	1,94,729	1,931	
7.	Gangapoor „ „	14	81,753	1,831	
8.	Bhokardan „ „	15	1,59,902	1,976	
9.	Ambad „ „	13	1,24,565	1,550	
10.	Jalna „ „	44	5,22,049	6,176	

Statement showing the total number of Government Buildings in each Taluq and Hyderabad and Secunderabad Cities.--(contd.)

Sr. No.	Name of taluqs & districts	Total No. of Buildings in each taluq.	Cost of the construction	Cost of the maintenance	Remarks
---------	----------------------------	---------------------------------------	--------------------------	-------------------------	---------

Nanded District.

1.	Nanded taluq ..	45	10,16,415	11,287	
2.	Khandhar ,, ..	14	1,78,658	1,568	
3.	Bilohi ,, ..	15	1,41,890	1,614	
4.	Hadgaon ,, ..	16	1,80,947	1,614	
5.	Mudhole ,, ..	28	3,03,618	3,531	
6.	Deglur ,, ..	22	4,28,676	4,369	

Bhir District.

1.	Bhir taluq ..	35	5,74,342	6,461	
2.	Patoda ,, ..	9	87,787	1,092	
3.	Ashti ,, ..	21	1,53,651	1,856	
4.	Gevarai ,, ..	15	87,145	1,137	
5.	Manjlegaon ,, ..	8	88,793	1,061	
6.	Ambajogai ,, ..	59	13,72,048	14,736	
7.	Kaij ,, ..	4	28,801	352	

Osmanabad District

1.	Osmanabad taluq ..	36	5,11,884	7,544	
2.	Tuljapur ,, ..	25	2,18,610	2,952	
3.	Omerga ,, ..	12	5,29,084	5,312	
4.	Latur ,, ..	32	4,39,620	4,250	
5.	Ousa ,, ..	2	22,967	283	
6.	Kallam ,, ..	15	1,82,718	2,112	
7.	Parenda ,, ..	10	1,12,071	1,199	
8.	Bhoom ,, ..	5	61,277	758	

Parbhani District.

1.	Parbhani taluq ..	54	9,54,727	10,611	
2.	Paithan ,, ..	17	1,82,878	1,961	
3.	Hingoli ,, ..	78	1,08,509	15,516	
4.	Basmath ,, ..	21	2,92,975	3,353	
5.	Kalamnuri ,, ..	6	1,14,772	1,153	

Statement showing the total number of Government Buildings in each Taluq and Hyderabad and Secunderabad Cities.—(contd.)

Sr. No.	Name of taluqs & districts	Total No. of Buildings in each taluq	Cost of the construction	Cost of the maintenance	Remarks
---------	----------------------------	--------------------------------------	--------------------------	-------------------------	---------

Parbhani District:—(contd.)

6.	Jintoor taluq ..	7	94,389	1,099	
7.	Gangakhed ,, ..	6	52,212	547	
8.	Parbur ,, ..	4	14,488	185	

GULBARGA CIRCLE.

Mahbubnagar District.

1	Mahabubnagar taluq	39	7,26,294	7,289	
2.	Makhtal ,, ..	26	2,12,944	2,698	
3.	Kolhapur ,, ..	9	2,03,129	2,546	
4.	Atmakore ,, ..	16	1,36,382	1,667	
5.	Kalwakurty ,, ..	10	1,11,890	1,306	
6.	Achampet ,, ..	17	1,91,059	2,319	
7.	Nagarkurnool,, ..	10	1,47,572	1,701	
8.	Pargi ,, ..	7	87,960	1,075	
9.	Shadnagar ,, ..	22	80,451	1,558	
10.	Vanparthi ,, ..	47	2,44,041	3,728	

Medak District

1.	Sangareddy taluq..	56	5,98,895	6,760	
2.	Andol ,, ..	16	1,69,465	1,885	
3.	Medak ,, ..	11	2,89,290	3,030	
4.	Siddipet ,, ..	11	1,28,419	1,353	
5.	Vikarabad ,, ..	86	10,41,331	11,627	Includ- ing Jagir Buildings.
6.	Ramayanpet ,, ..	11	38,970	511	
7.	Narsapur ,, ..	6	22,173	449	

Bidar District

1.	Bidar taluq ..	35	7,14,930	7,489	
2.	Udgir ,, ..	16	1,71,499	2,438	
3.	Amedpur ,, ..	12	1,68,765	2,317	
4.	Nilanga ,, ..	7	1,36,950	1,539	
5.	Humnabad ,, ..	6	33,613	401	

Statement showing the total number of Government Buildings in each Taluq and Hyderabad and Secunderabad Cities.—(Contd.)

Sr. No.	Name of taluqs and district	Total No. of Buildings in each taluq	Cost of the construction	Cost of the main-tenance	Re-marks
<i>Bidar District.—(contd.)</i>					
6.	Zaheerabad taluq..	4	39,095	493	
7.	Narayanked „ ..	1	1,200	91	
<i>Raichur District.</i>					
1.	Lingsugur taluq ..	76	2,62,893	3,852	
2.	Yelbargu „ ..	96	7,86,960	8,806	
3.	Manvi „ ..	28	1,83,298	2,146	
4.	Sindhnoor „ ..	43	3,23,904	3,675	
5.	Gangawati „ ..	37	1,50,244	1,720	
6.	Kushtagi „ ..	75	3,65,654	4,476	
7.	Gadwal „ ..	8	65,326	803	
8.	Alampur „ ..	19	90,602	1,047	
9.	Deodurg „ ..	8	1,23,968	1,802	
<i>Gulbarga District</i>					
1.	Gulbarga taluq ..	99	15,57,297	16,924	
2.	Afzalpoor „ ..	10	45,586	872	
3.	Shapur „ ..	5	47,841	726	
4.	Yadgir „ ..	38	2,90,675	3,771	
5.	Kodengal „ ..	15	2,20,891	2,748	
6.	Alland „ ..	9	1,69,766	1,044	
7.	Jewargi „ ..	10	1,09,266	1,215	
8.	Chincholi „ ..	10	1,19,117	1,373	
9.	Thandoor „ ..	30	2,02,552	3,091	
10.	Shorapur „ ..	20	1,66,804	2,282	
11.	Chittapoor „ ..	79	15,47,962	3,983	
12.	Sedam „ ..	11	1,04,296	1,398	

STRIKE IN RAJWARA HIGH SCHOOL

20 (37) *Shri Ch. Venkat Ram Rao* : Will the hon. Minister for Public Health, Medical and Education be pleased to state :

(a) Whether there was a strike in the High School of Rajwara in Adilabad district in the month of January, 1953 ?

(b) Whether it is a fact that the Head Master of the above said school, struck off the names of some students from the School Register ?

Shri Devisingh Chauhan : (a) Yes, on the 21st January, 1953.

(b) Names of 35 students of 9th and 10th Classes were struck off by the Headmaster from the Class Registers (but not from the Admission Register) for refusal to pay one anna six pies each as excursion fees. After three days, the boys attended the school and were readmitted.

HIGH SCHOOL OF RAJWARA

21 (38A) *Shri Ch. Venkat Ram Rao* : Will the hon. Minister for Public Health, Medical and Education be pleased to state :

(a) Whether any entertainment fee is being collected in the High School of Rajwara of Adilabad district since last four years ?

(b) If so, whether the same is being spent for the entertainment of the students ?

Shri Devisingh Chauhan : (a) The answer is in the affirmative. A sum of Re. 0-1-6 was being collected from each student on account of Excursion Fund.

A sum of Rs. 314-1-4 was collected upto the 1st August, 1951, for purchase of a Radio.

(b) For some time now the students have not been sent on an excursion for want of sufficient funds. A radio was not purchased since the amount collected was not sufficient for the purpose.

Instructions are being given for the refunding of the amount collected which remains unspent and to stop further collections of this nature.

INSPECTORS OF SCHOOLS

22 (38) *Shri Ch. Venkat Ram Rao* : Will the hon. Minister for Public Health, Medical and Education be pleased to state :

The number of Assistant Inspectors of schools in Telangana who do not know the Regional Language ?

Shri Devisingh Chauhan : Out of the 67 Assistant Inspectors in Telangana there are now only four (one in each of the districts of Nalgonda, Medak, Nizamabad and Adilabad) who do not know the regional language. Even these four will be replaced in the beginning of the next academic year.

Thus in June 1953 all the posts of Assistant Inspectors will be held by regional language knowing Inspectors.

23 (39A) *Shri Ch. Venkat Ram Rao* : Will the hon. Minister for Public Health, Medical and Education be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that some Inspectors of Schools when on tour charge their expenditure on the Teachers ?

(b) Whether any representation was made in this regard by the Public of Jangaon taluqa ?

(c) If so, what action has been taken ?

Shri Devisingh Chauhan : (a) Government have not received any such reports.

(b) The answer is in the negative.

(c) Does not arise.

FISHERMEN OF THE STATE

24 (37) *Shri Ch. Venkat Ram Rao* : Will the hon. Minister for Rural Reconstruction be pleased to state :

(a) Whether the Government are aware of the growing unemployment among the Fishermen of the State, especially in Karimnagar ?

(b) Whether there is any plan before the Government for the welfare of the Fishermen?

(c) If so, when is it going to be implemented ?

Shri Devisingh Chauhan : (a) Due to the failure of monsoon there is no water in tanks and fishermen could not engage themselves in seasonal fishing which has resulted in some unemployment.

(b) and (c) The Fisheries Department took over the organization of fisheries work in the district of Karimnagar in October, 1951, and is endeavouring to form fishermen societies for leasing tanks to them. But, fishing is only a Part-time occupation of fishermen who engage themselves in other activities for the major part of the year.

General Discussion on the Budget

Shri V. D. Deshpande (Ippaguda) : Mr. Speaker Sir, My friend the hon. Minister for Finance has presented the budget for the current year. Last year, while presenting the budget he had struck a note of gloom and.....

श्री. रतनलाल कोटेचा :—आनरेबल लीडर आफ दी अपोजिशन, हिंदी में भाषण दें तो मुनासिब है।

Mr. Speaker : If the hon. Member speak, in Hindusthani or Hindi or the regional language, it is better.

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ پیچھلے سال میرے دوست آنریبل منسٹر فار فینانس نے اپنا بجٹ پیش کرنے ہوئے کچھ مایوسی کا اظہار کیا تھا۔ میں نے اس بجٹ پر ڈسکس کرتے ہوئے اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ جب عوام کی طرف سے حکومت چن کر آئی ہے تو ایسی حکومت کو کسی طرح بھی اپنے دل میں مایوسی نہ رکھنی چاہئے۔ دوسرے سال کے بجٹ کی اسپیک میں آنریبل منسٹر فار فینانس نے جو آخری جملہ کہا ہے وہ یہ ہے

‘I therefore, feel that we need not be unduly depressed by the limited results of the past nor judge the future from the past’.

یہاں بھی ڈپریشن کا اظہار ہے۔ لیکن ان ڈیولی ڈپریسڈ (Unduly depressed) ہونے کی ضرورت نہیں۔ حالات آج بھی اچھے ہو سکتے ہیں۔ اس خیال کا اظہار کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے پہلے کے پیرا گراف میں آپ نے کہا ہے کہ۔

“...I am fully aware that neither the budget for the current year nor that for the ensuing year fulfils the needs and demands of the people to the extent we would all like them to be full-filled. The crying needs of the people for better and more food, clothing and shelter, and the urgent necessity to arrest the distressing spectacle of growing unemployment, are all well known to you and me.”

انہوں نے اس چیز کو مانا ہے کہ یہ بجٹ یا آئندہ کا بجٹ عوام کی اون ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا جو اناج کٹڑے اور گھروں کے بارے میں ہے اور جو بیروزگاری بہت بڑے پیمانہ پر بڑھ رہی ہے اس کو بھی روکنے کے لئے ہمارے پاس کوئی ایسا انتظام نہیں ہے گو انہوں نے بعد میں پنج سالہ پروگرام پر توجہ دلاتے ہوئے یہ بتانے کی کوشش کی ہے جلد ہی ہم کو عوام خوشحال نظر آئیں گے اور ہم عوام کی آنکھوں میں خوشی کی چمک دیکھیں گے۔ آنریبل منسٹر فار فنانس نے جو امید ظاہر کی ہے میں اس کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ لیکن حالات کا جائزہ لینے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان امیدوں کے پورا ہونے کا امکان نہیں ہے بجٹ سے تو ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔ مجھے آنریبل ممبرس معاف کریں، اگر میں یہ کہوں کہ جو بجٹ ہمیں ورثہ میں ملا ہے یہ وہی بجٹ ہے وہی زمیندارانہ اور بولیس بجٹ جس کے چوکھٹے کو جب تک ہم درست نہیں کریں گے ہماری جو امیدیں ہیں وہ پوری نہ ہو سکیں گی۔ وہی بجٹ بیش کیا گیا ہے؟ جو ہمیں حیدرآباد کی سابق حکومت یا نظام کی حکومت سے ورثہ میں ملا ہے۔ سٹر کی کانگریسی حکومت بھی برطانوی حکومت سے ورثہ میں جو بجٹ ملا ہے اسی کی بنیاد پر بجٹ تیار کرتی ہے۔ جب تک ہم ان بندھنوں کو نہیں توڑیں گے عوامی خواہشات اور ان کے اغراض و مقاصد کی تکمیل نہ کر سکیں گے اور نہ اون کی بیروزگاری اور زمین کے مسائل کو ہم حل کر سکیں گے۔ برطانوی ہند کے زمانے میں جس طرح سے بجٹ پیش کیا جاتا تھا اس سے الگ یہ بجٹ نہیں ہے۔ اگر ہم بجٹ دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ سب سے بڑا خرچ اڈمنسٹریشن پر ہوتا ہے۔ میں نے اس سلسلہ میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ ہمارے بجٹ کا تقریباً (۳۳) فیصد خرچ اڈمنسٹریشن پر ہوتا ہے۔ جاگیرداروں۔ نظام اور انعامداروں کو کیاش گرانٹس (Cash grants) دئے جاتے ہیں وہ (۶۴) فیصد ہے۔ قرضہ بر جو سود دینا پڑتا ہے وہ (۱۱۰) فیصد ہے۔ اس طرح تقریباً (۶۱) فیصد حصہ سیول سروس، زمینداروں اور جاگیرداروں پر اور سود اور اصل قرضہ دینے کے لئے خرچ کرنا پڑتا ہے۔ جو (۳۹) فیصد باقی رہتا ہے وہ نیشن بلڈنگ ورکس (Nation building works) پر خرچ ہوتا ہے۔ اس لئے میں کہوں گا کہ جو پرانا چوکھٹا ہے جب تک ہم اس کو تبدیل نہیں کریں گے عوامی مسائل حل نہیں ہو سکیں گے۔ ہمارے پاس سیول سروس پر جتنا خرچ ہوتا ہے شائد ہی دنیا کے کسی ملک میں ایسا خرچ ہوتا ہو۔ اگر انگینڈ، امریکہ، چین اور روس کے حالات کا جائزہ لیں گے تو معلوم ہوگا کہ ان ممالک میں ہمارے یہاں کی طرح بڑی بڑی تنخواہ ہانے والے سکرٹریز نہیں ہیں۔ ہمارے پاس حالات یہ ہیں کہ عوامی منسٹرس تو صرف ساڑھے بارہ سو روپے تنخواہ پاتے ہیں۔ لیکن اون کے سکرٹریز دو یا سو دو ہزار روپے تنخواہ پاتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس چوکھٹے کو کیوں تبدیل نہیں کیا جاسکتا؟ ہمیں سروسس کے پرانے چوکھٹے کو تبدیل کرنا پڑیگا اور جیسا کہ میرے دوست آنریبل لیڈر آف دی سوشلسٹ پارٹی نے کہا کہ کہیں بھی ایک ہزار روپیہ سے زیادہ تنخواہیں نہ دی جانی چاہئیں۔

ایک طرف ان لوگوں کو بن بن چار چار ہزار روپیے تک تنخواہیں دیجانی ہیں اور دوسری طرف جو چھوٹے درجے کے کارکن ہیں ان کو انی کم تنخواہ ملتی ہے کہ وہ اوس میں اپنی زندہ گی بسر نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہم کو سیول سروس کے چوکھٹے کو اس طرح تبدیل کرنا پڑیگا کہ جنہیں بہت زیادہ تنخواہ ملتی ہے اون کو کم کیا جائے اور جنہیں بہ کم ملتی ہے ان کی تنخواہ بڑھاٹی جائے۔ ہمارے پاس زیادہ خرچ فوج، پولیس، اور جیلز در ہوتا ہے۔ ہاں تقریباً (۱۵) فیصد خرچ کیا جاتا ہے۔ گو میں اس چیز کو مانا ہوں کہ اس سال پولیس بجٹ میں کچھ رقم کم کی گئی ہے لیکن مجھے یہ ڈر ہے کہ پہلے جس طرح کیا گیا تھا کہ یہاں سے تو رقم کم منظور کروائی گئی لیکن اصل میں خرچہ زیادہ کیا گیا۔ کہیں اوسی طرح اس سال بھی نہ کیا جائے۔ جیسا کہ پولیس بجٹ کے سلسلہ میں بتایا گیا کہ (۳) کروڑ (۶۰) روپیہ تو منظور ہوئے تھے لیکن اصلی خرچہ (۴) کروڑ ہوا۔ اس سال (۳) کروڑ (۳۸) لاکھ روپیے مانگے گئے ہیں لیکن مجھے ڈر ہے کہ اس سے زیادہ خرچ کیا جائیگا اور آئندہ سال فینانس منسٹر یہ کہہینگے کہ حالات کچھ ایسے ہو گئے تھے کہ جنکی وجہ سے ہم کو زیادہ خرچ کرنا پڑا۔ اس سال زیادہ خرچہ کی جو وجوہات بتلائی گئی ہیں وہ کوئی معقول وجوہات نہیں ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ شہر حیدر آباد میں طلباء کا جو مظاہرہ ہوا اسکی وجہ سے دو ہتالینس رکھنے کی ضرورت ہوئی، ورنہ ان دو ہتالینس کو ڈسبند (Disband) کرنے کا خیال تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اوس زمانہ میں جبکہ طلباء کا یہ مظاہرہ ہو رہا تھا آنریبل منسٹر اپنے گھر تک چھوڑ کر نہیں نکلے اور جو نکلے بھی تو بند موٹروں میں اور بغیر یونین فلیگ (Union Flag) لگائے۔ جو طلباء آنریبل چیف منسٹر اور ہوم منسٹر کے پاس ملنے کی غرض سے گئے تھے اون سے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ چار بجے وہ بھی آئینگے اور وی ڈی۔ دیشپانڈے بھی آئینگے۔ لیکن افسوس کہ یہ وعدہ پورا نہیں کیا گیا۔ ایک عوامی لیڈر کو جو طرز عمل اختیار کرنا چاہتے تھے اس موقع پر اختیار نہیں کیا گیا۔ اسکے برخلاف پولیس ڈپارٹمنٹ کے مشوروں پر عمل کیا گیا اور لاٹھی اور گولی کے ذریعہ عوام کی آواز کو دبائے کی کوشش کی گئی۔ میں کہونگا کہ ایسے طریق عمل اختیار کئے جائیں تو کام نہیں چل سکتا۔ طلباء کا مسئلہ کوئی اہم مسئلہ نہ تھا۔ اس مسئلہ کو طلباء کے نمائندوں، عوامی لیڈروں اور سیاسی پارٹیوں سے ملکر باہمی سمجھوتے سے آسانی کے ساتھ طے کیا جاسکتا تھا۔ بجائے اسکے انکے مطالبات کو لاٹھی اور گولی کے ذریعہ دبائے کی کوشش کی گئی مجھے تو یہ شبہ ہوتا ہے کہ جو آرمڈ فورسز (Armed Forces) حیدر آباد میں موجود تھیں انکو قائم رکھنے کیلئے یہ بہانہ بنایا گیا۔ امید ہے کہ آنریبل فینانس منسٹر اس چیز کو اپنی جوابی تقریر میں واضح کریں گے۔ میں یہ بھی کہونگا کہ جو دو ہتالینس رکھے گئے ہیں انکو رکھنے کی ساری ذمہ داری حکومت کی کانگریس پارٹی پر ہے۔ انکے روایات اور انکی پالیسی پر اسکی ذمہ داری ہے اور اوسی کا نتیجہ ہے کہ پولس کا بجٹ اس سال بھی اتنا ہی زیادہ رکھا گیا ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ نظام اوز انگریزوں کی حکومتوں کا یہ ورثہ ہے جو ہم کو ملا ہے۔ اس ورثہ کی وجہ سے جو ذہنیت کارفرما ہے وہ وہی

ڈنڈے اور گولی کی حکومت کا تصور ہے عوام کے پاس خود جاکر مسائل کو سمجھنے کی کونسنس نہیں کیجاتی۔ آج بھی پولس در اور فوج در اس ریاست میں اور مرکز میں کافی خرچ کیا جا رہا ہے۔ جب تک ہم انہی پالیسی نہ بدلیں اوسوقت تک ان مددات در خرچ کرنے کی ضرورت بدستور رہیگی۔ آئریبل ہوم منسٹر کو میں نے جو نوٹ دیا ہے اس میں لکھا ہے کہ پولس کا خرچہ ڈھائی کروڑ رکھا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ اوسی وقت ممکن ہے جبکہ عوام کے مسائل عوامی نقطہ نظر سے حل کئے جائیں۔ عوام جو روٹی اور کپڑے کیلئے لڑ رہے ہیں انکے متعلق حکومت کا یہ تصور ہے کہ وہ حکومت کے خلاف غداری کر رہے ہیں یا کوئی انقلاب لانا چاہتے ہیں۔ یہ تصور غلط ہے۔ حکومت کے اس رجحان

خیال کو جب تک نہ بدلا جائے، جب تک اس چوکھٹے کو نہ بدلا جائے جو اس قسم کے اڈمنسٹریشن کو قائم رکھتا ہے اور جب تک عوام کے تقاضوں اور زندگی کے تقاضوں کو نہ محسوس کیا جائے اوس وقت تک مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ کیا کہیں مسائل گولیوں کے ذریعہ حل کئے جاسکتے ہیں؟ گولیوں کے ذریعہ نہ مسائل حل ہو سکتے ہیں نہ مٹائے جاسکتے ہیں۔ دنیا میں اگر کسی حکومت نے اسکی کوشش کی کہ گولی لاٹھی سے مسائل کو دبا یا جائے تو میں کہوں گا کہ جس حکمران نے ایسی کوشش کی وہ ناکام رہی۔ تاریخ اسکا ثبوت دیتی ہے کہ اس طرح کسی کی مانگ کو نہیں دبا یا جاسکتا۔ عوام سے ملکر ہی اس قسم کے مسائل حل کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن حالت یہ ہے کہ پولس کو ایسی ہدایت کیجاتی ہے کہ جسکی وجہ سے حالات خطرناک صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

بیند خلیوں کے سلسلہ میں نلگنڈہ، حضور نگر اور نانڈیڑ میں کئی ایسے واقعات ہوئے ہیں۔ وہاں پولس کو ہوم منسٹر کا سرکیولر (Circular) وصول ہوتا ہے کہ اگر ایسے ایپرکشنس ہوئے ہوں تو مقدمات چلائے جائیں۔ ممکن ہے کہ انہوں نے کچھ خاص حالات کے تحت یہ سرکیولر جاری کیا ہو۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ سیاسی پارٹیوں کو دبانے کیلئے ہدایات دیجاتی ہیں اور یہ ہتیار استعمال کیا جا رہا ہے۔ نانڈیڑ میں کانگریسی ارکان نے اور حد گاؤں میں وہاں کے سب انسپکٹر ہسٹک صاحب نے پیزنٹ اینڈور کرس پارٹی کے کارکنوں کے گھروں میں ہتیار رکھ کر انہیں گرفتار کیا اور اس طرح ان کے خلاف مقدمات چلائے جا رہے ہیں۔ کسانوں کا اور کوئی گناہ نہیں تھا۔ انہوں نے صرف بیند خلیوں کو روکنے کیلئے جدوجہد کی تھی۔ میں اس سلسلہ میں حکومت کے ایک آفیسر ساراؤ صاحب کا ضرور ذکر کروں گا جنہوں نے بیند خلیوں کو روکنے کے سلسلہ میں بہت کام کیا اور امداد کی۔ انہوں نے بہت بڑے پیلے پر بیند خلیوں کو روکا ہے۔ حد گاؤں میں بڑے بڑے زمیندار و سب انسپکٹر کو اپنے ہاتھ میں لیکر کسانوں پر مقدمات چلا رہے ہیں ایسے مقدمات آج بھی چل رہے ہیں۔ حضور نگر میں بھی یہی حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ میں نے حالیہ دورے میں دیکھا کہ داخل کئے ہوئے ہتیاروں کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔ لیکن اسکا حساب نہیں لگایا جاتا ایسی صورت میں جبکہ بلا حساب کتاب کے ہتیار بڑے ہوئے ہیں کوئی سب انسپکٹر جب کسی کو گرفتار کرنا چاہے تو یہ اسکے لئے بہت آسان بات ہے کہ کوئی ہتیار کسی کے گھر میں رکھ دے۔ کیا یہی حکومت کی پالیسی ہے؟ اگر

نہیں ہے تو بھر ایسے مواقع بولس افسروں کو کیوں فراہم کئے جاتے ہیں ؟ قندھار کی یہ حالت ہے کہ وہاں کا بولس سب انسپکٹر عوام سے پیسے کھانے کیلئے انہیں گرفتار کرنا ہے اور کہتا ہے کہ نن چا رسو روپیہ دو تو چھوڑ دیتا ہوں ، ورنہ مقدمات چلاؤنگا ۔ آئریبل ہوم منسٹر کو ان حالات کی جانب توجہ کرنی چاہئے ۔ جب تک ان غنڈہ گردیوں کا خاتمہ نہو عوام کو سکون نصیب نہیں ہو سکتا ۔

دوسری چیز جو توجہ کے لائق ہے وہ اس حکومت کے ٹیکس کی پالیسی ہے ۔ یہ ہی پرانے زمانے کی پالیسی ہے کہ غریب عوام پر ٹیکس کا زیادہ بار عائد کیا جائے مثال کے طور پر میں ہاؤس کے سامنے ٹیکس کا پرسنٹیج (Percentage) بڑھ کر سناؤنگا ۔

اکسائیز (جو ریونیو کا سب سے اہم ایٹم ہے)	(۳۳۷)	فیصد
یونین اکسائیز (۳۴۴)
ریونیو (۱۸)
سیلس ٹیکس (۱۴۳)
انکم ٹیکس (۸۷)
فارسٹ (۳۷)
سرچارج (۳)
اسٹامپ (۱۶۸)
آر ۔ ٹی ۔ ڈی (۱۷۳)

یہ تمام انڈائرکٹ ٹیکس (Indirect Taxes) ہیں جو (۶۰) فیصد ہیں اور ڈائرکٹ ٹیکس (Direct Taxes) (۲۶) فیصد ہیں ۔ ہماری حکومت راست ٹیکس عائد کرنا مناسب سمجھ رہی ہے ۔ ریونیو ٹیکس جو راست ٹیکس ہے وہ (۱۸) فیصد ہے ۔ ریونیو ٹیکس جس طرح وصول کیا جاتا ہے میں کہوں گا کہ یہ کانگریس کی پالیسی کے خلاف ہے ۔ میں جب کانگریس میں تھا تو اس وقت کراچی میں ایک رزولوشن اس بارے میں پاس کیا گیا تھا اور جو وعدہ اس وقت کاشتکاروں سے کیا گیا تھا وہ پورا نہیں کیا گیا اس وعدے کے برخلاف عمل ہو رہا ہے ۔ کانگریس نے کہا تھا کہ ان اکنامک ہولڈنگ (Un-economic Holding) پر ٹیکس عائد نہیں کیا جائیگا ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جن کاشتکاروں کی زیادہ آمدنی نہیں ہوتی ان کو ٹیکس عائد کرتے وقت ملحوظ نہیں رکھا جاتا ۔

دوسری بات یہ ہے کہ بیڑ ، عثمان آباد ، اورنگ آباد ، نلکنڈہ ، رائپور اور کریمنگر کے اکثر حصوں میں قحط کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں ۔ لیکن بیٹ کے اوس حصہ کو جو ریونیو ڈپارٹمنٹ سے تعلق رکھتا ہے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت نے اس چیز

کو ملحوظ نہیں رکھا ہے۔ جو ایکزمنشن (Exemption) دینے کا وعدہ کیا گیا تھا وہ پورا نہیں کیا گیا اور ریمیشن (Remission) کے بارے میں حکومت نے کوئی خیال نہیں کیا۔ اونچے طبقہ کے جس طرح ٹیکس عائد ہونے چاہئیں تو نہیں ہوئے۔ لیمنڈ ریونیو ہماری آمدنی کا (۱۸) فیصد ہے۔ دنیا کے برقی یافتہ ممالک میں ہم دیکھتے ہیں کہ لیمنڈ ریونیو آمدنی کا بہت محمولہ حصہ ہوتا ہے۔ برخلاف اسکے یہاں (۱۸) فیصد ہے۔

اکسائیز کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اکسائیز ڈیوٹی بڑھانے کی وجہ سے اس کی آمدنی میں کمی ہو گئی ہے، کیونکہ بیسے والوں نے پینے میں کمی کر دی ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ پینے والے نو اب بھی پیتے ہیں۔ ڈیوٹی بڑھ جانے کی وجہ سے انہوں نے نینا ترک نہیں کیا ہے بلکہ میرا خیال ہے کہ غریب طبقہ جن مشکلات میں مبتلا ہے اس کی وجہ سے اس میں کمی ہوئی ہے۔ اونچا طبقہ فارین لکڑ (Foreign liquor) استعمال کرتا ہے، لیکن اس پر ٹیکس نہیں ہے۔ اسلئے اونچا طبقہ زیادہ متاثر نہیں ہوتا۔ یہ ٹیکس ۳۳ فیصد لیا جاتا ہے اور اس کا اثر غریب طبقہ پر پڑتا ہے۔

سر چارج، فارسٹ - یا سیلس ٹیکس کے متعلق غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اس کا بہت بڑا حصہ چھوٹے اور متوسط طبقے سے وصول ہوتا ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ اونچے طبقے کی طرف دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ان سے جو انکم ٹیکس وغیرہ لیا جاتا ہے وہ صرف (۱۷) فیصد ہے۔ ریاست حیدرآباد میں اور خاص کر ملنگلے میں جو لاکھوں ایکڑ زمین رکھنے والے بڑے بڑے زمیندار ہیں ان سے اگر ایکچلر ٹیکس کیسے وصول کیا جاتا ہے؟ حکومت ایک لمٹ (Limit) مقرر کرتی ہے اسکے اندر منافع ہو تو ٹیکس نہیں لیا جاتا۔ لیکن جب یہی مطالبہ ہم کسانوں کے تعلق سے کرتے ہیں تو حکمران کہتی ہے کہ ہم زمین کے مالک ہیں ہر ایکڑ اور ہر گزٹے پر ٹیکس عائد کیا جائیگا۔ عوامی حکمران کا یہ تصور نہیں ہو سکتا۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ زیادہ آمدنی والوں سے زیادہ ٹیکس لیا جائے۔

سیلس ٹیکس کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ دو پائی سے بڑھا کر چار پائی کر دیا گیا ہے۔ اس سے چھوٹے بیو ہاریوں پر برا اثر پڑیگا۔ چھوٹے اور متوسط بیوہاری ختم ہو رہے ہیں۔ جو اونچے درجے کے بیوہاری ہیں وہ تو بمبئی اور دیگر سندھیوں سے راست مال لاتے ہیں تاکہ ٹیکس کم دینا پڑے۔ ان وجوہات کے تحت یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سنگل پوائنٹ ٹیکس (Single-point Tax) رکھا جائے کیونکہ چھوٹے بیوہاری دن بدن اپنے بزنس (Business) کو چھوڑتے جا رہے ہیں۔ ان کو سہارا دینا اور بچانا ضروری ہے۔

سر چارج کے بارے میں کہا گیا کہ اس سال کم ٹیکس وصول ہوا ہے۔ کمی کے کیا وجوہات تھے اس جانب میں ہاؤس کو متوجہ نہیں کروں گا۔ عام طور پر جو ٹیکس وصول کیا جاتا ہے وہ منصفانہ طور پر عائد نہیں کیا جاتا۔ غریب طبقوں پر (۸۰) فیصد

ٹکس عائد کیا گیا ہے جس کی وجہ سے - عام طور پر برعریب اور متوسط طبقے کی قوت خرید گر گئی ہے - حکومت کو اس بارے میں سوچنا چاہئے - ہم نے ٹکس کے اس غیر منصفانہ طریقہ کو ورثے کے طور پر حاصل کیا ہے - اس طریقہ کو نکالنا بڑی کامیابی اور اس کی عوض ایک منصفانہ طریقہ اخبار کرنا بڑی کامیابی اور اسی وقت عوام کی بہبودی ہو سکتی ہے -

کہا جاتا ہے کہ بجٹ کا (۳۹) فیصد نیشنل پلاننگ (National Planning) اور ڈیولپمنٹ (Development) پر خرچہ ہوا ہے -

اس سے پہلے میں نے عرض کیا تھا کہ ۳۹ فیصد نیشنل بلڈنگ ڈیپارٹمنٹس (Nation building Departments) پر خرچ کیا جا رہا ہے - آنریبل مینسٹرس کے ریٹ کے لحاظ سے (۱۱) کروڑ روپہ ہوتے ہیں عوام سے (۲۵) کروڑ روپہ وصول کیا جاتا ہے اور صرف (۱۱) کروڑ روپے ان پر خرچ کئے جاتے ہیں - ممکن ہے ان اعداد میں دیڑھ دو کروڑ کی کمی زیادتی ہو - لیکن جس پیمانے پر عوام سے وصول کیا جاتا ہے اور ان پر خرچ کیا جاتا ہے اس کا نقشہ یہ ہے - حکومت پولیس پر لایڈ آؤٹ

(Law and order) پر اور معارضوں کی ادائی پر تو بہت بڑے پیمانے پر خرچ کرتی ہے - لیکن نیشنل بلڈنگ ڈیپارٹمنٹس پر خرچ کرنے میں حکومت پیچھے ہٹ جاتی ہے - میں یہ چیزیں خاص طور پر آنریبل مینسٹرس کے علم میں لانا چاہتا ہوں - جس طرح ہم نے سیول سروس اور لایڈ آؤٹ ویسٹ میں حاصل کئے دیں اس کے ساتھ ساتھ برطانیہ گورنمنٹ کی وہ قیمتی (নীلی) جس کے تحت مرکز کو زیادہ حفرہ حاصل رہتے تھے اور پراونس کو بھوکا رکھا جاتا تھا آج ہم بھی اسی اسی طرح پر چل رہے ہیں - ہم نے حکومت ہند سے مانگ کی تھی کہ ہمیں کم از کم ساڑھے پانچ کروڑ روپے ملنے پانچنے - او چھ کروڑ قرضہ کے طور پر ملنا چاہئے - ہم دیکھتے ہیں کہ صرف تین ساڑھے تین کروڑ روپے دئے گئے ہیں - اس طرح عوام کی مانگ پوری نہیں کی گئی ہے -

میں ایک اور چیز کی طرف ترجیح دلانا چاہتا ہوں .. وہ یہ کہ ہمیں جو سوسائٹس (Sources) چھوڑ دئے گئے ہیں وہ فلیکسیبل (Flexible) نہیں ہیں یعنی ان میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا - اور اگر ہر بھی تو دو فیصد پانچ فیصد یا دس فیصد اس سے بڑھ کر نہیں - اور ایسے سوسائٹس جن میں اضافہ کی کافی گنجائش ہے حکومت ہند نے انے پاس رکھے ہیں .. اس طرح ہم پر قریب عائد کی گئی ہیں .. ہمیں چاہئے کہ مرکزی حکومت کے سامنے یہ چیز رکھیں اور یہ پلائیں کہ ہمارے اس نیشنل بلڈنگ ڈیپارٹمنٹس ہیں - اگر سب سے چاہتا ہے کہ آرٹس ترقی کریں تو اس کے لئے ان کو کافی پیسہ فراہم کرنا چاہئے - سنہ ۱۹۳۵ء میں برطانوی حکومت کے زمانے میں یہاں مینسٹرس پر برطانوی حکومت کا کنٹرول تھا .. اس پروائسٹ کے کنٹرول تھا .. آج ہم کہتے ہیں کہ ہمیں سیاسی آزادی حاصل ہوئی ہے - کیا یہی یہی آزادی ہے کہ برطانوی حکومت کی طرح اب بھی ہم پر مرکز کا کنٹرول ہے ؟ مجھے امید ہے کہ پچھلے سال کی طرح آئندہ سال بھی کوشش کی جائیگی کہ زیادہ سوسائٹس (Resources) حاصل کریں اور اس کے لئے سب سے مطالبہ کریں -

پچھلے سال ڈیولپمنٹ پلان در جو خرچ کیا گیا ہے اسکی نسبت میں آئریبل فینانس منسٹر کی نوجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہا گیا ہے کہ ڈیولپمنٹ پلان در (۳) لاکھ روپے کا ہراویون رکھا گیا تھا۔ لیکن اصل میں خرچ (۲۰) لاکھ ہوا ہے۔ مجھے ہاؤس کے سامنے یہ بات رکھنی ہے کہ سرویس کے ڈپارٹمنٹس کے لئے یہاں سے کم رقم کی منظوری لی جاتی ہے اور خرچ زیادہ کیا جاتا ہے۔ اس کے برخلاف ڈیولپمنٹ ڈپارٹمنٹس کیلئے منظوری زیادہ لی جاتی ہے اور خرچ کم کیا جاتا ہے۔ ریونیو اکسپنس (Revenue Expenses) کیلئے منظوری کم لی گئی تھی۔ بعد میں اس میں ۱۰-۱۵ لاکھ کا اضافہ ہو گیا۔ اسی طرح سولس میں منظوری کم لی گئی اور زیادہ خرچ کیا گیا۔ لیکن ڈیولپمنٹ پلان میں ۳ لاکھ کی منظوری لی گئی اور خرچ کم کیا گیا۔ نہایا جاتا ہے کہ فینانشیل اسٹرنجیسی (Financial Stringency) ہے۔ میں حکومت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ فینانشیل اسٹرنجیسی کا اثر بولس پر کیوں نہیں ہوتا؟ ریونیو ڈپارٹمنٹ پر کیوں نہیں ہوتا؟ حکومت کا یہ خیال ہے کہ ان کے بغیر زمینداری اور سرمایہ داری قائم نہیں رہیگی۔ اسی لئے اس پر ضرور مزید خرچ کیا جاتا ہے۔ لیکن ڈیولپمنٹ کا سوال آئے ہی فینانشیل اسٹرنجیسی کا سوال حکومت کے سامنے آجاتا ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں اس فاضل خرچ کو روکنے کی کوشش کیوں نہیں کی جاتی؟

مجھے ایک اور بات ہاؤس کے علم میں لانی ہے۔ شیلڈولڈ کلسٹس کیلئے (۱) لاکھ کی رقم منظور کی گئی تھی۔ لیکن آخر تک بھی ان کو یہ پوری رقم نہ مل سکی آخر میں انہیں (۳) لاکھ روپے دئے گئے۔ اس بجٹ میں ان کے لئے (۶) لاکھ روپے رکھے گئے ہیں ہم سب جس میں کانگریس بھی شامل ہے بہ مانتے ہیں کہ یہ طبقہ سب سے کچلا ہوا ہے۔ ہزاروں سال سے ہندو سماج نے اس طبقہ کو دبا کر رکھا ہے۔ الکشنس کے پروپیکٹہ میں کہا جاتا ہے کہ ہریجنوں کا ادھار (बुद्धार) کیا جائیگا۔ انہیں تو ٹریڈری بنچس ہری کاجن کہتے ہیں۔ جب بڑے کا سوال آتا ہے تو حکومت ان پر صرف (۱) لاکھ روپے خرچ کرنا چاہتی ہے۔ وہ بھی خرچ نہیں ہوتے۔ یہ بڑے شرم اور افسوس کی بات ہے کہ حکومت ان بچھڑے ہوئے لوگوں کی مدد نہیں کر سکتی۔ ان پر کافی پیسہ خرچ نہیں کرتی۔ میں یہ کہہونگا کہ عریماً جو ڈیولپمنٹ بنایا جاتا ہے وہ محض ایک ڈھکڑا ہے۔ اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کمیونٹی پراجیکٹ کا ذکر بڑے فخر کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ محض ایک نمائشی کام کے سرا کچھ بھی نہیں۔ میں ایک مثال ہاؤس کے سامنے رکھتا ہوں۔ ملک ٹاون میں ڈائینمر لگا کر الکٹریفیکیشن کیا گیا ہے۔ سڑکوں پر ڈائبر ڈانکر ڈسٹ پروف روڈس (Dust-Proof Roads) بنائی گئیں۔ اگر کوئی باہر کا آدمی یا پنڈت جراثہ لال نہرو وزیراعظم آتے ہیں تو وہ الکٹریک لائٹ، ڈائبر کی سڑکیں وغیرہ دیکھ کر خوش ہو جائیں گے کہ یہاں کے لوگوں کی کستدر خوشحال زندہ گی ہے؟ لیکن کیا درحقیقت وہاں کے کسان خوشحال زندہ گی گزارنے کے موقف میں ہیں؟ مجھے چف جسٹس راجندر نائک کی کہی ہوئی ایک بات یاد آتی ہے۔ انہوں نے عثمانیہ ریونیو سی کی نسبت کہا تھا کہ اس پیلیسیل بلڈنگ (Palacial Building) میں ہمارے طلباء رہتے

ہیں۔ وہاں سے تعلیم ختم کر کے جب یہ طلباء باہر آتے ہیں تو انہیں رہنے کیلئے نہ نو ویسا مقام ملتا ہے اور نہ ویسا انتظام۔ اسی طرح دیہات میں الیکٹریفیکیشن کسا جاتا ہے اور اسریکن ٹائٹل کے مکانات بنائے جاتے ہیں۔ لیکن دیکھئے کہ ان مکانات میں رہنے والرن کی کسا جانب ہے۔ انکی برجزنگ کسا سٹی (Purchasing Capacity) کیسی ہے۔ کیا انہیں دو وقت بھی کھانے کو برابر مل رہا ہے؟ کیا انکی ضروریات زندگی انہیں مل رہی ہیں؟ کسا انکے اس زمین ہے؟ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج ملک کے لوگوں کو دینے کیلئے نانی نہیں ہے۔ وہاں کنویں سوکھ گئے ہیں۔ کیا الیکٹریسٹی سے وہاں کے لوگوں کی اس بجھ سکتی ہے؟ بہر حال حکومت کا ایسہ تو نمائشی کاموں پر صرف ہو گیا اور ٹاؤن نو خوبصورت دنگیا۔ لیکن کسان کی آنکھوں میں خروشی نظر نہیں آئیگی! گورنمنٹ آفیسرس کے سامنے دنا نہیں لائی جاتی ہیں تو کسا جاتا ہے کہ حکومت ایک حصہ کریگی اور کسانوں اور مزدوروں کو دوسرا حصہ کرنا چاہئے۔ لیکن کسان اور مزدور جانتے ہیں کہ اس طرح کی ریفرمی راجکٹ کی اسکیوں سے دیہات کا مسئلہ حل نہیں ہو جاتا۔ یہ دکھاوے کی اسکی ہے۔ جب انکے بجٹ کے اس چوکھٹے کو تبدیل نہ کیا جائے عوام کا سوال حل نہیں ہو سکتا۔ عوام کی روٹی و روزگار کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ اسلئے میں عرض کرونگا کہ سرویسز پر جو خرچ ہو رہا ہے اس میں (۵۰) فیصد کمی کی جائے اور اسی طرح ٹیکزیشن کی پالیسی میں بنیادی طور پر تبدیلی کیجائے۔ بولس اور لا اینڈ آرڈر پر جو غیر معمولی خرچ ہو رہا ہے اس میں کمی کیجائے۔ اور اس پچاؤ سے عوام کی روٹی و روزگار اور اناج کے مسائل حل کئے جائیں نو مناسب ہے۔

لینڈ ریفرمز (Land Reforms) کے بارے میں مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ میں اسکی تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا۔ اس سے پہلے بھی میں نے راج پرمکھ کے اڈریس کے سلسلے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ آنریبل چیف منسٹر نے کل ہی ایک صحافتی بیان میں یہ کسا ہے کہ اس کی وجہ سے بھی ریاست حیدر آباد میں بہت بڑی تبدیلی آنے والی ہے۔ انہوں نے کسا کہ ۱۰-۱۲ لاکھ ایکڑ زمین کسانوں کو مل سکیگی۔ لیکن مجھے یہ کہنا ہے کہ انہی کے کابینہ کے ایک دوسرے منسٹر نے کسا کہ اس سے تن لاکھ ایکڑ زمین حاصل ہو سکتی گی۔ میں پوچھتا ہوں کیا آنریبل چیف منسٹر کا کہنا صحیح سمجھا جائے یا دوسرے آنریبل منسٹر کا؟ میرے تحت کوئی اسٹیاٹسٹکل ڈپارٹمنٹ نہیں ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں منسٹر صاحب نے جو (۲) لاکھ ایکڑ حاصل ہونے کے بارے میں کسا وہ بھی نہیں مل سکتیگی۔ اس کے لئے تین سالہ مدت رکھی گئی ہے۔ اس مدت میں لینڈ کمیشن (Land Commission) کہاں کہاں جا کر حالات سے واقف ہوگا، یہ مجھے پتہ نہیں۔ آنریبل چیف منسٹر نے فرمایا کہ (۲۲) ہزار دیہات ہیں۔ ایک لینڈ کمیشن ان دیہاتوں کیلئے کتنا وقت لیکا؟ گرایجو الزم (Gradualism) اس کانگریسی حکومت کی پالیسی ہے۔ اس کے تحت میں سمجھتا ہوں زمین کا ایک ٹکڑا بھی نہیں ملنے والا ہے۔ یہ ڈھکوسلے کے طور پر کہنا ہے۔ اس کے لئے کسی لینڈ کمیشن کی

ضرورت نہیں ہے۔ بنیادی طور پر اس سوال کو حل کیا جاسکتا ہے۔ سرپلس لینڈس (Surplus Lands) کے سوال کو آسان سے حل کیا جاسکتا ہے۔ افسوس کہ اس طرف کوئی وجہ نہیں دی جاتی۔

حکومت کی انڈسٹریل پالیسی (Industrial policy) کی نسبت مجھے یہ افسوس ہے کہ ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حکومت انڈسٹریز پر بہت کم خرچ کر رہی ہے۔ اسکی وجہ سے ہمارے ریاست میں جو انڈسٹریز کا سوال ہے وہ بہ آسانی حل نہیں ہوگا۔ جو کارخانے بند ہو رہے ہیں انکی وجہ سے بیروزگاری کا مسئلہ دن بدن بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ لیکن حکومت اس کے روک تھام کی کوشش نہیں کرتی۔ کہا جاتا ہے کہ بیروزگاروں کی تعداد دو لاکھ ہے۔ لیکن ماہرین کا خیال ہے کہ یہ تعداد پانچ لاکھ سے بارہ لاکھ تک ہے۔ اتنی بڑی بیروزگاری ہے۔ اسکو دور کرنے کیلئے حکومت کچھ نہیں کرتی۔ اسکے لئے بجٹ میں کوئی ہراویزن نظر نہیں آتا۔ اعظم جاہی ملاز اور عثمان شاہی ملاز میں اگر چیکہ پروڈیوس بڑھا ہوا ہے لیکن اسکے ساتھ ساتھ مزدوروں پر کام کا بوجھ بھی زیادہ ہو گیا ہے۔ مزدوروں کی اصل اجرت میں کمی واقع ہو رہی ہے۔ محض ایک دو ملاز کو سامنے رکھ کر ایسے مسائل کو حل نہیں کیا جا سکا بلکہ مجموعی طور پر کارخانوں کا پروڈکشن گرتا جا رہا ہے۔ مزدور بیروزگار دور رہے ہیں۔ ڈنارمنٹس میں بڑے پیمانے پر ریٹرنمنٹ ہو رہی ہے۔ ہزاروں لوگ بیروزگار ہو رہے ہیں۔ ان سب باتوں پر حکومت کو تنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہئے۔ یہاں جو نان ملکی موومنٹ (Non-mulki Movement) ہوا اس کے پیچھے یہ خیال نہیں تھا کہ نان ملکز باہر کے ہیں بلکہ یہاں کی بیروزگاری اور بیٹ کا سوال تھا۔ میں حکومت کو یہ وارننگ دینا چاہتا ہوں کہ اگر بیروزگاری کا سوال وقت پر حل نہیں کیا گیا تو یہ جنگاری بڑھ جائیگی اور زمینداروں اور سرمایہ داروں کا جو چوکھٹا ہے وہ ختم ہو کر رہ جائیگا۔ (Cheers)

میں یہ چہرہ تنجیدگی کے ساتھ ہاؤس میں رکھنا چاہتا ہوں کہ برائے چوکھٹے کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ جو ہمارے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے کہا تھا کہ ہندوستان کا مقابلہ روس کے ساتھ نہ کیا جائے بلکہ چین کے ساتھ کیا جاسکتا ہے۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ اگر حکومت اپنے بجٹ کا مقابلہ چین کے بجٹ سے کرے تو معامہ ہوگا کہ چین میں جو پبلک سیکٹر (Public Sector) ہے اور بڑے بڑے کارخانے ہیں ان سے ہی زیادہ انکم حاصل ہوتا ہے۔ کسانوں سے جو آمدنی ہوتی ہے اس کا پرستیج بہت کم ہے اس لئے ہم کو چاہئے کہ صنعتوں کو زیادہ سے زیادہ ترقی دیں۔ اس سے ہم کو زیادہ ٹیکسس بھی وصول ہو سکتے ہیں۔ چین میں پچاس فی صد سے زیادہ خرچ نیشنل بلڈنگ ڈنارمنٹس (Nation Building Departments) پر کیا جاتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ چین کیوں ایسا کر سکتا ہے اور ہم کیوں ایسا نہیں کر سکتے؟ آج ہر جگہ کانگریس پارٹی کی میجاری ہے اور ہندوستان کے اندر کوئی ایسی طاقت نہیں ہے جو کانگریسی حکومت کے پروگرام میں رکاوٹ ڈال سکے۔ اس لئے اگر حکومت چاہتی

ہے تو اس مسئلہ میں زیادہ ترقی کر سکتی ہے۔ ٹریرری بیجس نے زمسنداروں اور سرمایہ داروں کو ختم کرنے کے جو وعدے کئے تھے اگر وہ بورا کرنا چاہیں تو اس وقت کوئی ایسی پارٹی نہیں ہے جو حکومت کے راستے میں کھڑی ہو جائے۔ راج برمکھ کے اڈریس میں کہا گیا ہے کہ حکومت چاہنی ہے کہ ابوزیسن کے ممبرس بھی حکومت سے کوآپریشن کریں۔ میں اس ایوان میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اوس بنیادی بالیسی کو لیبر جو کراچی ریزولیوشن میں رکھی گئی کہ کسی کی نئخواہ بانج سو سے زیادہ نہ ہو اور جو بالیسی فض حور کانگریس سنن میں رکھی گئی کہ غریب کسانوں پر ٹیکس نہ لگایا جائیگا اور پروفی سرمایہ ریفود عائد کئے جائینگے، ان نالسیز کو لیبر حکومتی پارٹی آگے بڑھیکی نو ہم بھی اس سے کوآپریشن کریں گے۔ اگر اس طرح حکومت کی پارٹی آگے بڑھیکی نو کوئی طاقت ایسی نہیں کہ اس کو روک سکے۔ لیکن مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج کی کانگریسی حکومت میں تبدیلی آگئی ہے۔ اون لوگوں کی ذہنیت میں تبدیلی ہو گئی ہے لیڈر شپ میں تبدیلی ہو گئی ہے۔ اون کے تخیل میں تبدیلی ہو گئی ہے۔ اب چند منہی بھر سرمایہ داروں زمینداروں، جاگیرداروں اور رئیسوں کو هندوستان میں قائم رکھنے کے لئے کانگریس پارٹی کونسنس کر رہی ہے جسکی وجہ سے ملک میں دن بہ دن کرائس بڑھ رہا ہے۔ مجھے یہ کہنا پڑیگا کہ جب تک اس پالیسی کو قائم رکھا جائیگا اور جب تک یہ پرانا ڈھانچہ ختم نہ کیا جائیگا مسائل حل نہیں ہونگے۔ میرے دوست آئریبل منسٹر فار فنانس نے جو خیالات ظاہر کئے ہیں اون کے متعلق میں یہ کہوں گا کہ وہ ایک آنسٹ آدمی ہیں۔ ایک زمانہ میں مجھے ان کے سامنے کام کرنے کا موقع ملا۔

(ان کی سنپارٹی پر کوئی شک نہیں۔ لیکن پھر مجھے ادباً یہ عرض کرنا پڑیگا کہ اس چوکھٹے کو تبدیل کیا جاسکتا ہے جو اسٹیٹس کو) (Status quo) ہے۔ جب تک ہم ایسا نہیں کریں گے عوام کے سوالوں کو حل نہیں کیا جاسکیگا۔ میں نے ہاؤس کے سامنے جو خیالات رکھے ہیں اونکی بناء پر مجھے امید تو نہیں کہ رولنگ پارٹی میں کوئی تبدیلی ہو جائیگی لیکن یہ امید ضرور ہے کہ میرے وچاروں پر غور کیا جائیگا۔ میں نے ایمانداری کے ساتھ اپنے خیالات کو ہاؤس کے سامنے رکھنے کی کوشش کی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ عوامی مسائل کو حل کرنے کیلئے ان چیزوں پر غور کیا جائیگا۔ ہمارے سامنے اس وقت کئی سوالات ہیں۔ کسان مزدوروں کے سوالات، متروکہ طبقہ کے سوالات، بیواریوں کے سوالات، کارخانوں کے سوالات شیڈولڈ کاسٹس اور ٹرائیس کے مسائل اور پراس ایکشن کے بعد جن لوگوں کو نقصان پہنچا ہے اون کے مسائل وغیرہ۔ اگر ان تمام مسائل کو حل کرنا ہے تو ہمیں اس پرانے چوکھٹے میں بنیادی تبدیلی کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر حکومت ان مسائل کو حل کرنے کے لئے تیار ہے تو وہ مسائل ضرور حل ہو سکتے ہیں۔ ان خیالات کو ہاؤس کے سامنے رکھنے کے بعد میں بیرو ایک مرتبہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو بحث ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے اس میں زمینداروں، اور جاگیرداروں کا برانا چوکھٹا قائم رکھا گیا ہے۔ جب تک اون کو دور نہ کیا جائے اور جب تک اس ایڈیشن کو (Status quo) بحث میں تبدیلی نہ کی جائے ہم عوام کے مسائل کو حل نہ کر سکیں گے۔

श्री. आण्णाजीराव गव्हाणे:-मिस्टर स्पीकर सर, आनरेबल मिनिस्टर फार फाइनान्स ने जो बजेट हाजूम के मानने पेज किया है और खास तौर पर जो स्पीच अन्होने हाजूस के सामने की है उसमे अन्होंने कुछ खास बातों को बतान की कोशिश की है। अन्होने अंक तरफ कहा है कि पिछले साल के मुकाबले मे इस साल हमारी फाइनान्शियल पोजिशन (Financial Position) साजुड (Sound) है। वे बजट स्पीच के आखरी पेज पर कहते है कि-

'The financial position of the State is, on the whole sound. The Govt. of India are also doing everything possible to help us, but the prosperity of our people, in the ultimate analysis, depends on our own efforts to the extent of leading a life of austerity and to save and lend to Government.'

अन्होने आखिर मे अिम जुमले के साथ यह भी कहा है कि गये साल जो दिक्कतें हम महसूस करते थे वे दिक्कतें अिस साल नहीं हैं और जो मायूसी गय साल हमें हुवी थी वह अिस साल नहीं है। लेकिन मफा ५३ पर कनक्ल्युजन (Conclusion) मे वे कहते है-

'More than any one in this House, I am fully aware that neither the budget for the current year nor that for the ensuing year fulfills the needs and demands of the people to the extent we would all like them to be fulfilled. The crying needs of the people for better and more food, clothing and shelter, and the urgent necessity to arrest the distressing spectacle of growing unemployment are all well-known to you and me. But we cannot at the same time lose sight of the serious limitations that stand in the way.'

अंक तरफ अन्होने जरूर कहा कि हमारी फाइनान्शियल पोजिशन साजुड है। लेकिन लोगों के जो मसायल हैं जिनको हल करने की जरूरत है। उनका जिक्र करते हुवे वे कहते है कि हमारा यह बजट खास तौर से अुन मसायल को हल करने के लिये काफी नहीं है अुनकी जरूरियात पूरी करने के लिये काफी नहीं है। कुछ सीरियस लिमिटेशन्स (Serious limitations) जिनकी वजह से जनता की जरूरियात को हम पूरा नहीं कर सकते और अुनके मसायल को पूरे तौर पर हल नहीं कर सकेंगे। सोजुदा बजट पर गौर करने के बाद गोकि अंक चीज जाहिर करने की नुमायां तौर पर कोशिश कीअे गयी है कि हमने अिस बजट मे पोलिस अेक्सपेंडीचर (Expenditure) पर कम से कम ६३ लाख रुपये की कमी की है। चूंकी गुजिस्ता मीके पर खासतौरसे पोलिस डिपार्टमेंट (Department) पर हाजूस के मंबरान ने खर्च को घटाने के बारे मे काफी चर्चा की थी अिसलिये मुमकिन हे कि जैसा कि आनरेबल चीफ मिनिस्टर साहब ने राजप्रमुख के अेंड्रेस के सिलसिले मे जो जवाबी तकरीर मे कहा था कि हम अपोजिशन के मंबरान जो कुछ कहते हैं अुसका कुछ असर लेते हैं अिसका भी अुन पर कुछ असर हुआ हो लेकिन गुजिस्ता साल और अिस साल के बजेट अेस्टीमेट्स (Estimates) को देखा जाय तो, जैसा कि लीडर आफ अपोजिशन ने कहा, जियादा फर्क नजर नहीं आता। क्योंकि गुजिस्ता साल ३८ करोड ६९ लाख की रक्कम पोलिस बजेट के लिये रखी गयी थी और अिस साल अुस डिपार्टमेंट के लिये ३२ करोड ३२ लाख का प्राविजन रखा गया है। लेकिन गुजिस्ता साल अिसके

लिये जो रक्कम रखी गयी थी उससे ज़ियादा खर्च किया गया। उसी तरह से डर मालूम होता है कि मुमकिन है कि ला और आर्डर पर जैसा कि हर वक्त कहा जाता है ज़ियादा खर्च करने की ज़रूरत है, गव्हर्नमेंट इस साल भी कोसी कलॉमिटी (Calamity) अपनी तनज़र या गलती की वजह से ला अँड आर्डर (Law and Order) ब्रेक (Break) करने की खुद सबब हो जाय और फिर यहां इस हाअस में आकर कहो कि इस वजह से हमें इस साल भी बजेट में अिम डिपार्टमेंट के लिये जो प्राविजन रखा गया था उससे ज़ियादा खर्च करना पडा अन्होंने अपनी स्पीच (Speech) में कहा कि गुजिस्ता साल हमने वाबिदा किया था कि तीन बटेलियन्स को हम कम करनेवाले हैं लेकिन ला अँड आर्डर को सुरक्षित रखने के लिये और खास तौर पर हैद्राबाद में चूकी अबनार्मल कंडीशन्स (A normal conditions) पैदा हुअे इसलिये हम मिर्फ अंक ही बटालियन को कम कर सके और हमें दो बटालियन्स को कायम रखना पडा। लेकिन किन वजूहात की बिना पर ये कंडीशन्स पैदा हुवे? किन वजूहात से हुकूमत की इस पार्टी को गुन्हगार बनना पडा और अब्बाम की खूनखराबी का गव्हर्नमेंट को खुद सबब होना पडा? इसके मुताल्लुक अगर बचाव किया जाय तो मैं समझता हूँ कि गव्हर्नमेंट को यह तसलीम करना पडेगा कि अन्होंने जोअस तरह से अब्बाम के लीडर की हैसियत से पब्लिक की हुकूमत की हैसियत से काम करना चाहिये था नहीं किया अगर गव्हर्नमेंट पब्लिक के सामने आकर उसकी क्या मांगें हैं, स्टूडेंट्स क्यों तहरीक कर रह अुन पर सबर के साथ गौर करती और समाधानसे अिन चीजों को हल करने की कोशिश करती तो हैद्राबाद में यह नौबत नहीं आती। लेकिन अब्बाम या हुकूमत के अिन लीडरों के सामने अुस वक्त यह सवाल नहीं था। हुकूमत इस पार्टी के हाथ में आने की वजह से वे अुस वक्त नशे में थे। स्टूडेंट्स के जो रिप्रेजेंटेटिव हुकूमत के साथ बातचीत करने और मिलन के लिये गये थे अुनसे मिलने के लिये भी हमारे आनरेबल मिनिस्टर्स तैयार नहीं थे। स्टूडेंट्स पर पुलिस की जानिब से केनिंग और दूसरे मजालिम किये गये। अुनको रोकने के लिये फौरन कुछ स्टेप्स लेने की बजाय और खुद जाकर हालात देखने की बजाय पुलिस की जिस तरह से रिपोर्ट आयी अुसपर भरोसा रख कर जिस तरह से अेहकामात अन्होंने मागे ओ अुनको देती गयी और अब कहा जाता है कि ला अँड आर्डर को कायम रखने के लिये हमें दो बटालियन्स कायम रखना पडा और पोलिस पर ज़ियादा खर्च करना पडा। इस साल के बजट में पुलिस विभाग के प्राविजन में कुछ लाख रुपये की कमी की गयी है। और इसी के कारण कहा जा रहा है कि यह पुलिस बजट नहीं है। तो मैं पूछना चाहता हूँ कि क्या यह अब्बामी बजट है। मैं तो समझता हूँ कि इस बजट को किसी भी हालत में अब्बामी बजट नहीं कहा जा सकता। गुजिस्ता साल जो बजट हमारे सामने पेश किया गया था उसीमें कुछ थोड़ी बहुत तबदीली करके सामने रखा गया है। कुछ दूसरे चंद मैदानमें अिजाफा करके यह कहा रहा है कि यह पोलिस बजट नहीं है। लेकिन जब डेवलपमेंट डिपार्टमेंट (Development Department) पर ज़ियादा खर्च करने के लिये कहा जाता है तो हुकूमत हमसे कहती है कि हमारी आर्थिक स्थिती और मर्यादाओंको यानी फाअीनान्शियल पोज़ीशन अँड अदर लिमिटेशन्स (Financial Position and other limitations) पहले देखीय और अुसके बाद आपको जो कुछ तलब करना हो वह करें। फाअि-नान्शियल पोज़ीशन (Financial Position) पर ज़रूर गौर करना चाहिये। इस सिलसिले में जैसा कि लीडर आफ दी अपोजीशन ने कुछ चीजें हाअस के सामने पेश की हैं। मैं भी कुछ चीजें अपनी नुक्तेनज़रसे रखूंगा। सबसे पहली बात जो मैं इस सिलसिलेमें कहना चाहता हूँकी यह यह है कि राजप्रमुखको जो अितनी ज़िम्मादा रक्कम हुकूमत देती है अुसको देने की कोसी ज़रूरत में महसूस

नहीं करता। अजिशन पार्टी के बारे में हुकूमत की पार्टी के मेंबरान से यह हमेशा कहा जाता है कि जागीरदारों को और राजप्रमुख को जो रुपया दिया जाता है वह प्रतिपक्ष के मेंबरान की नजर में खटकता है। लेकिन हम मजबूर हैं क्योंकि हम महसूस करते हैं कि राजप्रमुख को जो रक्कम दी जाती है उसकी कोथी जरूरत नहीं है। उसको यह रक्कम बिला बजह दी जाती है। हो सकता है कि इसमें (Constitutional) का सवाल खड़ा होता हो। कान्स्टीट्यूशन का हवाला देकर यह कहा जा सकता है कि जागीरदारों को और राजप्रमुख को यह रक्कम देने के लिये हुकूमत मजबूर है। लेकिन जहां तक कान्स्टीट्यूशन का ताल्लुक है उसमें कौनसी गुंजायिश रखी गयी है, उसको भी देखना चाहिये। अगर कान्स्टीट्यूशन के मुताबिक हमको यह माविजा राजप्रमुख और जागीरदारों को देना चाहिये तो मैं कहूंगा कि जितना माविजा हम आज दे रहे हैं अतना देने की जरूरत नहीं है। कितना माविजा देना चाहिये इसकी कोथी पाबंदी कान्स्टीट्यूशन न हम पर नहीं रखी है। हम जिस माविजे में काफी कमी कर सकते हैं। हम दो पाथी या तीन पाथी रुपये के पीछे माविजा देने को मुताल्लुक तय कर सकते हैं। हम पर यह पाबंदी नहीं है कि राजप्रमुख को ५३ लाख रुपये और जागीरदारों को ९३ लाख रुपये हम माविजे के तौर पर देते रहें। कान्स्टीट्यूशन में यह नहीं कहा गया है कि जितना ही माविजा दिया जाना चाहिये। कान्स्टीट्यूशन में सिर्फ अतना ही कहा गया है कि अगर किसी की प्रापर्टी हो और अगर उसके कुछ रायट्स हैं तो उसको कुछ माविजा देना चाहिये। अगर जिस बात को ट्रेडरी बेंचस सही मानों में तसलीम करते हैं और सचमुच अब्बाम की भलाजी करना चाहते हैं तो दो करोड़ रुपया जो बिला बजह खर्च हो रहा है उसको हमें कम करना चाहिये। जिस माविजे को हमें रिवाजीज करना चाहिये। हर वक्त हमारे सामने फाइनान्शियल पोजीशन खराब होने की बात कही जाती है। अगर यह पोजीशन ठीक करना हो तो माविजे में कमी की जानी चाहिये। हुकूमत कहती है कि हमारी फाइनान्शियल पोजीशन साबुंड हो गयी है। फिर मैं पूछना चाहता हूं कि नेशन बिल्डिंग डिपार्टमेंट्स (Nation Building Departments) पर हुकूमत ने कितना खर्च किया है। जैसा कि लीडर आफ दी अपोजिशन ने बताया, सिर्फ ३९ लाख रुपया ही जिस पर खर्च किया जाता है। क्या सिर्फ अतनी रक्कम से अब्बाम के मसायल हल किये जा सकते हैं। कभी मसायल हमारे सामने हैं। पानी, बरोजगारी, रोटी के मसायल और देहातों के दूसरे कभी मसायल हमारे सामने हैं। अज्युकेशन (Education) अग्रीकल्चर (Agriculture) और डेवलपमेंट (Development) के कभी मसायल हमारे सामने हैं। अगर इन मसायल को हमें हल करना है तो जो फुजूल खर्च मुवाजिन में किया जा रहा है उसमें अिकानामी (Economy) करने की जरूरत है। मैं कहूंगा कि गुजिस्ता साल आनरेबल फाइनान्स मिनिस्टर साहब ने बजट के स्पीच के वक्त कहा था कि गोरवाला रिपोर्ट को हर माना में इम्प्लीमेंट (Implement) करने की कोशिश करेंगे लेकिन मुझे अफसोस के साथ कहना पड़ता है कि गोरवाला कमेटी की रिपोर्ट की तहत जिस साल भी हमारे सामने बजट पेश नहीं किया जा रहा है। उस कमेटी ने जिन डिपार्टमेंट्स (Departments) को अबालिश (Abolish) करने के संबंध में जो सिफारस की है बजट तयार करते वक्त जिसका लिहाज नहीं किया गया है। मैं मिसाल के तौर पर कहूंगा कि गारेज (Garage) डिपार्टमेंट और हाउस (House) डिपार्टमेंट की जरूरत नहीं है और इनको आप अबालिश कर सकते हैं। मैंने बजट देखा तो जिसमें मैं जिस डिपार्टमेंट्स जू का तुं रखा गया है और इन पर अनावश्यक खर्च किया जाता रहा है। इसी तरहसे आप देखेंगे कि गोरवाला कमेटी ने सेक्रेटरीज (Secretaries) और बुनके स्टाफ (Staff) में कमी करने के लिये कहा

था उस पर भी कोशिश गौर नहीं किया गया है। जिस बजेट में उसकी कोशिश गुंजाओग नहीं दिवाओ देती।

असी तरह मुझे कहना है कि जो कम्युनिटी रेडियो स्कीम (Community Radio Scheme) है वह भी बेकारसी साबित हुओ है। इसको ऑबॉलिश किया जा सकता है। गावों में जो लोकल बॉडीज (Local bodies) हैं या टाउन कमिटिज (Town committees) हैं और जो रेडियो सेट्स (Radio Sets) रखे गये हैं वे सब खाली पडे हैं। न तो अन्हें कोओ सुनता है और न किसी को सुनने की अिच्छा है। यदि आनरेबल मेम्बरस जायेंगे तो सिर्फ रेडियो के खोके ही दिखेंगे। तो मेरा कहना है कि उस पर बेकार खर्च हो रहा है। फिर भी इस साल के बजेट में वह खर्च वैसा ही रखा गया है। वे सब के सब अखराजात कायम रखे गये हैं। पोलिस के अखराजात कम करने के लिये बार बार कहा गया। फिर भी उस पर ध्यान नहीं दिया गया। जिस हाउस की तरफ से जिस सिलसिले में अेक कमिटि (Committee) भी बनाओ गओ थी और जिस पोलिस के खर्च में कमी कैसे की जाय जिसके बारे में कुछ तदबीर सॉचकर कमेटिने बताये थे और जिस तरह आय्. जी. पि. और डी. आय्. जी. पी. को कम कर के खर्चा कैसे कम किया ज्या सकता है इसके बारे में कहा गया था और जिसके बारे में अेक स्कीम फायनान्स मिनिस्टर (Finance Minister) साहब के पास पेश की गओ थी। हमने यह कहा था कि जो ६ डी. आय्. जी. पी. रखे गये हैं उनकी कोओ जरूरत नहीं है। अेक आय्. जी. पी. और दो डी.आय्. जी. पी. कम किया जाना आवश्यक है। ला ऑर्ड आर्डर सुरक्षित रखने के लिये अितने डी. आय्. जी. पी. की जरूरत नहीं है। जब हमने इसके बारे में पोलिस डिपार्टमेंट में दरियाफ्त की तो मालूम हुवा कि अेक स्कीम जिसके सिलसिले में बनाओ जा रही है और वह स्कीम फायनान्स मिनिस्टर साहब के पास भेजने वाले है। लेकिन जब बजेट पेश हुआ तो उसमें अैसी कोओ नओ स्कीम मेरे नजर में नहीं आओ मुझे अफसोस के साथ कहना पडता है कि यहां ६३ लाख रुपये की कमी दिखाकर यह बताने की कोशिश की जा रही है कि हुकूमत पोलिस के खर्च में कमी कर रही है। जब यह कहा जाता है कि फिर भी पोलिस डिपार्टमेंट पर काफी खर्चा होता है तो जवाब यह दिया जाता है कि लाँ ऑर्ड आर्डर (Law and Order) को सुरक्षित रखने के लिये यह करना जरूरी हो जाता है लाँ ऑर्ड आर्डर को ठीक रखने के लिये पोलिस काम करती है। मैं यहां यह साफ तौर पर कह देना चाहता हूं कि पोलिस लाँ ऑर्ड आर्डर के लिये कुछ भी नहीं कर रही है। मुल्क में लाँ ऑर्ड आर्डर कायम करके आदाम के जान व माल की हिफाजत करना यह पोलिस का फर्ज होता है। लेकिन आपकी पोलिस तो इस काम में नाकामयाब रही है। बरखिलाफ जिसके पोलिस तो लोगों को सताने का काम करती है। अगर आप देखें तो मालूम होगा कि पोलिस डिपार्टमेंट और रेवेन्यू डिपार्टमेंट (Revenue Department) ये दो डिपार्टमेंट्स अैसे हैं जोकि लोगोंको बहुत सताते हैं। अहां रेवेन्यू डिपार्टमेंट की तरफ से कुछ जमीन बगैरा दी जाती है तो बादमें पोलिस वाले आकर उसे लूट खसोट लेते हैं। यहां टेनन्सी (Tenancy) के सिलसिले में कओ बातें हमारे सामने रखी जाती है और कहा जाता है कि हम यह कर रहे हैं और हम वह कर रहे हैं लेकिन वाकओ तौर पर क्या होता है यह मैं हाउस को बताना चाहता हूं। यहां से कओ किसम के ऑर्डिनसेस (Ordinances) जिस सिलसिले में निकाले जाते हैं कि जमीन की बेंदखलियां बंद हों। उसके बारे में अहकाम भेजे जाते हैं कि फलौ फलौ टेनेंट को फलौ फलौ जमीन का कब्जा दिया जाय और अहकाम के अरिये से उसको कब्जा दिया भी जाता है। दूसरे दिन किसी न किसी कारण से पोलिस लोग उसे

पकड़ कर ले जाते हैं और उसको तकलीफ देते हैं ताकि वे डर से वह अपना कब्जा छोड़ दें। जिसके बारे में कभी बार ऑनरेबल चीफ मिनिस्टर और ऑनरेबल होम मिनिस्टर साहब के पास कभी बार दर-ख्वास्त दी गयी। लेकिन उसके बारे में कोअी खियाल नहीं किया गया। जिसके सिलसिले में मैं लातूर की अेक केस यहां बताना चाहता हूं। वहां अेक आदमी को जमीन का कब्जा दिया जाता है। यह कब्जा उसको बिलकुल सब अफसरों के सामने दिया जाता है। फिर कोअी कारण बता कर पोलिस उसको लॉकप में रखती है। और २४ घंटे उसको लॉकप (Lock up) में रखा जाता है। अिधर २४ घंटे में जमीन मालीक जो कि आज तक वह जमीन का मालिक बन कर बैठा था आकर खेतका पूरा माल अपने घर पर ले जाता है। अगर बाद में वह काश्तकार उसके खिलाफ दरखास्त देता है तो उसको डरा धमकाकर यह कहा जाता है की आज तो खैर तुझे छोड़ दिया है लेकिन फिर से अैसी कोअी हरकत की तो अदालत को लेजाअूंगा। बिचारा वह टेनैंट डर कर चुप बैठता है। अैसे काम पोलिस और माल डिपार्टमेंट की तरफ से किये जाते हैं। अभी यहां अेक और मिसाल रखना चाहता हूं। वह कासरखेडा कि है। वहां बिठ्ठलदास नाम का अेक मालिक है और मदनलाल फौजदार है वहां भी अिसी तरह कब्जा दिया जाता है और पोलिस फौजदार की भदद से उसे वापस लेने की कोशिश की जाती है। जिसके खिलाफ चीफ मिनिस्टर साहब के पास दरखास्त दी जाती है तो कुछ अमल नहीं होता अिसी तरह टेनण्ट्स के सिलसिले में अेहकाम भेजे जाते हैं। जिस केस में जब जमीन का कब्जा दिया गया तो उसी रात को उसमें जितनी फसल थी वह काटकर जमीनदार ने लेली बाक्या तो यह था कि जो कब्जा दिया गया वह फसल के साथ दिया गया था। लेकिन जब वह जिस बारे में शिकायत करता है तो उसको कहा जाता है कि तुझे तो खाली जमीन का कब्जा दिया गया था और उस में जो पैदावार है वह जो उस जमींदार की है और तुम्हें तो पैदावार के साथ थोड़े ही जमीन का कब्जा दिया गया था। मुझे मालूम नहीं कि यह दफा कहां से तराशा गया है।

हतगांव तालुके में भी अैसे कअी केसेस हुआे हैं और नांदेड में भी हुआे हैं। वहां तो अैसा हुवा है कि वहां की दूसरी पार्टियों के जो अच्छे अच्छे वर्क्स और हैं जो जिस काम को कर रहे हैं अुन्हें किसी न किसी कारण से और किसी डकेती से ताल्लूक जोडकर अुन्हें गिरफ्तार कर लिया गया है और अुन्हें कही न कहीं फसाने की कोशिश की जाती है ताकि अवाम डर बैठा रहे और वह हमारा सुने अुस्मानावाद का भी यही हाल है जिस सिलसिले में चीफ मिनिस्टर साहब को कअी तार भेजे गये और दरखास्तें भी की गयीं। लेकिन जरूरी सुनवाअी नहीं हुआी। मैं पूछना चाहता हूं कि जिस तरह से लॉ अॅन्ड ऑर्डर (Law and Order) कैसे मेंटेन (Maintain) किया जायेगा? मैं यहां यह साफ अलफाज में कहना चाहता हूं कि जिस तरह से लॉ अॅन्ड ऑर्डर कभी मेंटेन नहीं किया जा सकना मैं यह भी कहना चाहता हूं कि यह हालत कोअी अेक डिस्ट्रिक्ट की नहीं है। नांदेड अुस्माना-बाद में भी अैसे ही हालात है। वहां भी कअी काश्तकार जेलों में पड़े हैं और जो कोअी पोलिस के पास लॉ है तो पोलिस अुनको सताती है और पोलिस जमींदारों की तरफ जाती है और जिस तरह गरी-बोंको कुचलेने की कोशिश की जाती है। मैं कहना चाहता हूं कि पोलिस डिपार्टमेंट में जियादा खर्ची करने की कोअी जरूरत नहीं है क्योंकि जो पोलिस का फर्ज होता है वह भी आज यहां की पोलिस आदा नहीं कर रही है अुसके बरखिलाफ वह जमीनदारों से मिलकर अपना पेट भरने की कोशिश कर रही है। कमसे कम गोस्वाल्दा कमेटिने जिस संबंध में जो शिफारिसात की हैं अुनपर तो अमल करने की कोशिश आज होनी चाहिये। लेकिन वह भी नहीं की जा रही है। वह होना बहुत जरूरी है।

अिसी के साथ दूसरी चीज यह है कि जैसा पोलिस डिपार्टमेंट वैसा हि रेव्हिन्यु डिपार्टमेंट है। अिसकी तरफ भी तबजे करना जरूरी है। रेव्हिन्यु डिपार्टमेंट किस तरह काम कर रहा है ? अिसको अेक रीपोर्ट शायी हुआ है जो मुझे यहां देखने को नहीं मिली। लेकिन वह अखबारों में प्रसिद्ध होगी है। अुसे मैंने अखबारों में देखा है अेक अैसा ऑर्डिनन्स निकाला गया है जिससे फुडग्रेन डीलर्स (Food grain dealers) को लायसेन्सेस निकालना लाजमी कर दिया गया है। यह चीज रेव्हिन्यु डिपार्टमेंट की तहत होती है। अुसकी तरफ से अेक गस्ती निकाल कर फुडग्रेन डीलर्स को यह लाजमी कर दिया गया था कि अुन्हें लायसेन्स लेना ही चाहिये।

अिसी सिलसिले में ऑनरेबल फुड मिनिस्टर परभणी जिले में आये थे। अुस समय तालुकदार से अुन्होंने यह पूछा कि क्या यह जरूरी है कि जो खुद काश्त करते हैं और जो फुडग्रेन डीलर्स नहीं हैं क्या अुन्हे भी यह लायसेन्स लिया जाना लाजमी है ? यह कहा गया कि यह जरूरी नहीं है अुनके लिये जो की खुद की जमीन से अनाज हासिल करते हैं और जो फुडग्रेन डीलर्स नहीं हैं अुन्हे सिर्फ अपने हिसाब का तपसील भेजना चाहिये। यह होने के बाद परभणी जिले में क्या हुआ ? और अिस पर अमल कैसे हुआ ? तो वहां अिन लायसेन्सेस के लिये ४,००० रुपये फिस के तौर पर वसूल किये गये। वहां के तहसीलदार बहुत कानून जाननेवाले हैं। काश्तकारों से २५,००० हजार रुपये लायसेन्स फी के तौर पर वसूल हुआ। अगर वह सौ रुपये देता है तो अुसको फिर लायसेन्स निकालने की जरूरत नहीं है। अैसा सब काम हो रहा है। वह सिर्फ वहीं हो रहा है अैसी बात नहीं है। गिंगोली कळमनेर, जितुर, आदि जगहों की भी यही बात है। वहां के भी तहसीलदार अैसे ही हैं। यहां भी कुछ पैसे दिये जाते हैं तो फिर लायसेन्स लेने की जरूरत नहीं पडती है। वरना काश्तकारों को यह लायसेन्स लेने के लिये जबरदस्ती की जाती है यह चीज आज अितनी बढ गयी है आज अेक लेव्हि के तहत अेक नये आर्डर लाने की कोशिश की जा रही है। लेकिन जो अहकामात यहां से दिये जाते हैं अुन्हें नीचे के ओहदेदार समझते नहीं हैं। अैसी बात नहीं लेकिन जानबुझकर अुसके खिलाफ अमल करने की कोशिश करते हैं। अिनसे लायसेन्स लेने के लिये कहा गया और मजबूर किया गया वे तो कोअी फुडग्रेन डीलर्स या स्टॉकिस्ट तो नहीं थे। नये अहकाम के तहत काश्तकारों से ६० फीसद स्टॉक लिया जायेगा। रेव्हिन्यु डिपार्टमेंट के लोगों को ही अहकामात दिये जाते हैं फिर भी अुन्हे समझते हुवे भी वे अुनपर अमल नहीं करते हैं। और न अमल करने की कोशिश ही करते हैं। गरीब किसानों को लूटने की कोशिश करते हैं। अिस तरह अिसमें करप्शन आगया है। यह जो अिस तरह की बात होती है अिसकी असली जड गिरदावर और जमीनदार होते हैं। यदि अिस चीज को ठुक्कत को रोकना है तो यह जड ही काटनी होगी। वे लोग हमारी गव्हर्नमेंट के बलबूते पर आंज खडे हैं। अगर आप अिस बतनदारी को खतम करेंगे तो यह मसला हल होसकेगा। अिनको जल्द से जल्द खतम करने की गव्हर्नमेंट की प्रॉलिसी रहनी चाहिये। मुमकिन है कि अिसके लिये कुछ जियादा रक्कम खर्च करने की जरूरत हो अपोजिशन के ऑनरेबल मेंबर्स अिसबात को अच्छी तरह समझते हैं और अिसके लिये जियादा पैसा लगेगा तो वह खुशी से मंजूर करने के लिये तैयार हैं क्योंकि यह बहुत जरूरी है। जियादा खर्चा आया तो भी कोअी हरज नहीं लेकिन बतनदारी तो खतम होनी ही चाहिये। अिन सब खराबियों की जड पटेल और पटवारी हि हैं। अिसलिये हमे पटेल और पटवारी और बतनदारी के सिस्टेम को खतम करना चाहिये।

अिसके बाद अब प्राजेक्ट की तरफ आताहू। जब तक मेरी मांग पूरी नहीं होती तब तक मैं यह बार बार कहता रहूंगा कि पांचसाला योजना में मराठवाडे के लिये कुछ नहीं रखा गया है। गये साल

तो कुछ भी नहीं किया गया था। लेकिन इस वक्त अितनी मेहरबानी की गयी कि एक कम्प्यूनिटी प्राजेक्ट मराठवाड़े को दिया जायगा। बाकी चीजों के सिलसिले में गुजिस्ता साल हुकूमत की जो नीति रही वही अिस साल भी रही है। कहत के असरात को छोड़ दीजिये। मराठवाड़े में तो हर वक्त कहत रहता है और जब तक पांचसाला योजना में अिसके लिये कुछ न कुछ ठोस अित्तजाम नहीं किया जायेगा यह मसला हमेशा के लिये हल नहीं किया जासकेगा और यहां के लोगों की दिक्कत दूर नहीं की जासकेगी पानी की वहां बहुत किल्लत है। परभनी में कहत नहीं है, लेकिन लोग पीने के पानी के लिये तरस रहे हैं। चित्तूर और दीगर जगहों पर पानी नहीं है। १७ हजार की आबादी के गांव है लेकिन वहां के लोगों को ३ या चार मील से पानी लाना पडता है। लोग कुब्बे में गिर पड़े बुडिया कुब्बे में गिर कर मर गयी लेकिन कोअी लिहाज नहीं किया गया और न कोअी काम अिस सिलसिले में अब तक हुकूमत ने किया है और न किसी से कराया गया। कम् से कम् लोगों को पीने के लिये पानी दिया जानेका अित्तजाम होना चाहिये। अिसके लिये कोअी ठोस स्कीम होनी चाहिये जिससे वहां के लोग और जानवर पानी की वजह से और कहत की वजह से न मरें। हुकूमत ने कुछ फैमिन वर्क्स वहां खोल दिये हैं लेकिन कहत का मसला मराठवाड़े में अेक हमेशा का मसला हो गया है। पानी न होने की वजह से काश्तकार और दीगर लोगों को बहुत सी मुसीबतों का मुकाबिला करने पडता है। गव्हर्नमेंट को अिस तरफ खास तवजे देनी चाहिये।

(Bell was rung)

गुजिस्ता साल जब पहले पहले बजट पेश किया गया था तब हाअुस के सामने यह कहा गया था कि अून तालुकों में जहां तीस साल से सर्वे नहीं हुआ है वहां के काश्तकारों को कम मालगुजारी देनी पडती है अिसलिये हम अूनको सर्वे होने तक रुपये के पीछे दो आने का अिजाफा करते हैं, क्यों कि युनिफार्मिटी आफ टेक्सेस होनी चाहिये। मैं पूछना चाहता हूं कि जहां पर कमी हुयी वहां तो हुकूमत युनिफार्मिटी आफ टेक्सेस (Uniformity of Taxes) के प्रिन्सिपल् को लागू करते हैं; लेकिन जहां यह कमी नहीं हुयी है बल्कि टेक्सेस जियादा है वहां अिस प्रिन्सिपल् को लागू नहीं करना चाहते। जागीर अेडमिनिस्ट्रेशन को लेकर दो या ढाअी साल हो चुके हैं। अुसके बावजूद अून अिलाकों में जहां जागीरदारों की मिल्कियत कम करने की कोशिश की गयी और जहां सर्वे नहीं हुवा है वहां कुछ लोगों को २५ परसेंट का कन्सेशन दिया गया और कुछ लोगों को वह नहीं दिया गया। आनरेबल चीफ मिनिस्टर साहब ने परसों कहा था कि जागीरी मुआविजात में रेव्हिन्यू कमी नहीं कर सकें, अिसलिये कि वे अिधर अुधर बिखरे हुअे हैं। मैं आनरेबल चीफ मिनिस्टर साहब को जागीरी मौजे बतला देता हूं जो अिकठ्ठे तौर पर हैं। अुस्मानाबाद में भूम जागीर में ४६ मुवाजियात हैं। परभनी में ९६ मुवाजियात अेक जगह हैं। अिन जगहों पर २५ परसेंट का कन्सेशन क्यों नहीं दिया गया? अगर हुकूमत युनिफार्मिटी आफ टेक्सेशन रखना चाहती है तो सब के लिये अेक सी नीति रखनी चाहिये जहां से रिप्रेजेंटेशन्स आते हैं यदि वे अैसे लोगों की तरफ से आते हैं जो खास तौर से अपनी ही पार्टी के हैं अूनपर जरूर लिहाज किया जायेगा लेकिन अपोजिशन की पार्टी से रिप्रेजेंटेशन्स हों तों गौर करने में दिक्कत मालूम होती है। अफसोस के साथ मुझे कहना पडता है कि मैंने रिप्रेजेंटेशन के सिलसिले में हुकूमतसे जब सवाल किया था अुसवक्त यह कहा गया कि अितनी डिफिकल्टीज (Difficulties) हैं कि हमारे पास अितना स्टाफ नहीं है। अुसको मैंने तसलीम किया। लेकिन अब यह देखा जाता है कि कुछ जागीरी बिलेजेस में हुकूमत ने जो कन्सेशन दिया है वह हर जगह नहीं दिया गया। मैं समझता हूं कि यह नाअिन्साफी है। अिसे युनिफार्मिटी आफ टेक्सेस नहीं कहा जा सकता।

जिस पर गव्हर्नमेंट को फौरन गौर कर के पूरे जागीरी मुवाजियात को २५ परसेंट का कन्सेशन देने के बारे में आर्डर्स फौरन जारी कर देना चाहिये।

شری مئی معصومہ بیگم (چیر او من) - آنریبل ممبر نے (۴۰) منٹ لئے ہیں ۔

श्री. अण्णाज राव गह्वाणे :- दो वक्त मुझे जियादा समय दिया गया है। यह मैं जानता हूँ और अब जियादा समय लेना मैं मुनासिब नहीं समझता। आखिर में सिर्फ यही कहना चाहता हूँ कि जो बजेट हमारे सामने पेश किया गया है उसमें हम समझते थे कि वे चीजे आयेगी जो अब्बाम के लिये जरूरी है। डेवलपमेंट स्कीम्स, अग्रीकल्चरल प्राजेक्ट्स, मराठवाड़े में खास तौर पर से मायनर प्राजेक्ट्स आदि हम जिस बजट में देखने की अुमीद रखते थे। लेकिन अफसोस है कि ऐसी कोअी खास चीज हमें जिस बजेट में नजर नहीं आती। फाजीनान्स मिनिस्टर साहब ने कहा है कि अुन्होंने बजेट को बैलन्सिंग (Balancing) करने की कोशिश की है। लेकिन वह तो मुझे कही पर भी नहीं दिखाओ देता। अेक तरफ तो यह कहा जाता है कि फाजीनान्सिअल पोजीशन सायुंड है और दूसरी तरफ नेशन बिर्लिंग डिपार्टमेंट्स पर जितना खर्च किया जाना चाहिये अुतना खर्च नहीं किया जाता। जिसलिये अफसोस के साथ कहना पडता है कि बजेट पेश करने का जो पुराना ढांचा था। अुसी के मुताबिक यह बजट हमारे सामने जिस वक्त पेश करने की हुकूमत की जानिबसे कोशिश हो रही है। अितना कहते हुवे मैं अपना भाषण समाप्त करता हूँ।

شری مادھو راؤ نولیکر - مسٹر اسپیکر - سنہ ۵۳ - ۱۹۵۴ء کے موازنہ پر میں نے اپنی پارٹی کے نقطہ نظر سے غور کیا - میں نے توقع کی تھی کہ اس سال کے موازنہ میں آبادی کے اوس حصہ کی فلاح و بہبود پر جو حیدرآباد کی آبادی کا (۱ - ۳) حصہ ہے خرچ کرنے کے لئے کچھ تشفی بخش موازنہ ہوگا - لیکن اس سال کا بجٹ تو گزشتہ سال کے بجٹ کے مقابلہ میں ہماری پارٹی کے نقطہ نظر کے تحت اور زیادہ مایوس کن ہے - میں اس سلسلہ میں آنریبل فنانس منسٹر کی نیک نیتی پر شبہ نہیں کرونگا - اون کو شیڈولڈ کلاسٹس سے زیادہ لگاؤ ہے - لیکن وہ اکیلے ہی بجٹ تیار نہیں کرتے بلکہ کچھ اور بھی لوگ بجٹ کی تیاری میں حصہ لیتے ہیں - اس وجہ سے ممکن ہے کہ اس بجٹ میں شیڈولڈ کلاسٹس کا زیادہ لحاظ نہیں کیا گیا ہو - اور لحاظ نہ بھی ہونا چاہئے کیونکہ کانگریس حکومت کی جو پالیسی شیڈولڈ کلاسٹس کی فلاح و بہبود کے متعلق ہے وہ ویسی نہیں ہے جیسی کہ ہونی چاہئے - کانگریس پارٹی کی پالیسی میں ایسی کوئی گنجائش نہیں جسکے ذریعہ شیڈولڈ کلاسٹس کی فلاح و بہبود کا مسئلہ حل کیا جاسکے - کانگریس پارٹی تو شیڈولڈ کلاسٹس کے لوگوں پر صرف دیا ظاہر کرتی ہے - اون کو سبز باغ دکھا کر خاموش کرنے کی کوشش کرتی ہے اور اپنی حکومت چلانا چاہتی ہے - میں نے کئی مرتبہ اس اسمبلی میں کہا ہے کہ حکومت کو شیڈولڈ کلاسٹس کے بارے میں جو پالیسی ہے اسے اپنی پالیسی تبدیل کرنا چاہئے - مارچ کو راج پر سکھ کے اڈریس پر تقریر کرتے ہوئے میں نے اپنی پارٹی کی پالیسی کی وضاحت کی تھی کہ اگر اس اصول پر کانگریس حکومت کام کرے تو گویا

نیشنل کاسٹس کی بھلائی ہو سکتی ہے۔ لیکن اون کے پرنسپل (Principles) اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ وہ نیشنل کاسٹس کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی کام کریں۔ اگر ہم ملک میں کوئی انقلاب لانا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے بجٹ میں جبر ملک کی فلاح و بہبود اور ترقی کا ڈھانچہ ہونا ہے کافی رقومات نیشنل کاسٹس کے لئے منظور کرنی چاہئیں۔ اس نقطہ نظر کے تحت اگر کانگریس حکومت سوچ اور عمل کرے تو مجھے امید ہے کہ نیشنل کاسٹس کا مسئلہ حل کیا جاسکتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ بار بار کہنے کے باوجود اس معاملہ میں کچھ نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ برسوں راج برمنگھم کے ڈائریکٹر نے تقریر کرتے ہوئے میں نے اس جانب توجہ دلائی تھی۔ لیکن ہرے آئرلینڈ چیف منسٹر نے اپنی جوابی تقریر میں اس کا جواب نہیں دیا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کی پالیسی اس سلسلہ میں صرف دیا دکھانے کی ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ نیشنل کاسٹس کے ساتھ دشمن پالیسی ہے میں نے اپنی پارٹی کی پالیسی کو مکمل طور پر ہاؤس کے سامنے رکھ دیا تھا اور مجھے امید تھی کہ اس کا جواب دیا جائیگا۔ لیکن معلوم نہیں کیوں انہوں نے اس کا جواب دینے سے گریز کیا۔ میں یہی کہہونگا کہ اگر حکومت نیشنل کاسٹس کی فلاح و بہبود چاہتی ہے تو اس کو چاہئے کہ سب سے پہلے بجٹ میں اون کے لئے کافی رقومات مہیا کرے۔ گذشتہ سال آئرلینڈ فنانس منسٹر نے اپنی بجٹ اسپیک میں کہا تھا کہ چونکہ اس سال بجٹ عجلت میں تیار ہوا تھا اس لئے آئندہ سال نیشنل کاسٹس کی فلاح و بہبود کے لئے کچھ نہ کچھ کیا جائیگا۔ لیکن اس میں ہوا۔

گزشتہ سال (۱۰) لاکھ کی رقم رکھی گئی تھی۔ لیکن اس سال (۶) لاکھ (۸۵) ہزار کا پروویژن رکھا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ کانگریس حکومت نہ صرف نیشنل کاسٹس کی فلاح و بہبود سے دور ہوتی جا رہی ہے بلکہ لاپرواہی بڑھ رہی ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا، اس کا اندازہ حکومتی پارٹی خود کر سکتی ہے جن عوام کو صدیوں سے کچلا گیا، جن عوام کو صدیوں سے ساج سے دور رکھا گیا اور جن عوام نے ملک کی کافی سیوا کی ہے اون کے ساتھ حکومت کا یہ رویہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہم نیشنل کاسٹس کا ادھار کرنا چاہتے ہیں۔ حکومت ان کا ادھار کرنا چاہتی ہے یا اون کے معاملوں کو ادھار رکھنا چاہتی ہے؟ اگر کانگریسی حکومت نیشنل کاسٹس کی فلاح و بہبود چاہتی ہے تو میں کہونگا کہ اس پارٹی کی پالیسی میں سب سے پہلے تبدیلی ہونا چاہئے۔ اس پارٹی کو اس طرح سوچنا چاہئے جس طرح کہ آل انڈیا نیشنل کاسٹس فیڈریشن یا ہیدرآباد کی نیشنل کاسٹس فیڈریشن یا ڈاکٹر امبیڈکر صاحب سوچتے ہیں۔ جو پالیسی اون کی ہے اس پر کانگریسی حکومت کو سوچنا چاہئے۔ ہماری پالیسی نیشنل کاسٹس کے متعلق جیسی کچھ ہے وہ ظاہر ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جس طرح کے یہاں دیگر سماج کے لوگوں کو ہر ایک کام میں موقع ملتا ہے ویسا ہی ہمارے سماج کو بھی ملے۔ سرورس میں ہم دیکھتے ہیں کہ دوسرے سماج کے گریڈڈ آفیسر موجود ہیں لیکن نیشنل کاسٹس کا ایک شخص بھی گریڈڈ آفیسر نہیں ہے۔ عوام اور دوسری پارٹیوں سے کہا جاتا ہے کہ وہ دستور کے تحت چلیں۔ لیکن وہ پارٹی خود دستور کے تحت عمل نہیں کرتی۔ ہم تو دستور

کے تحت چلنا چاہتے ہیں۔ دستور میں سیکڑہ ساڑھے بارہ فیصد شیڈولڈ کاسٹ کے لوگوں کے لئے ریزرویشن رکھا گیا ہے۔ لیکن عملاً کچھ بھی نہیں۔ اضلاع میں جب ہمارے گرانٹبویس ملازمتوں کے لئے درخواستیں دیتے ہیں تو ان کو ملازمتیں دینے سے گریز کیا جاتا ہے۔ ایک برہمن کو تو نوکری ملتی ہے لیکن ایک سہار کو نوکری نہیں ملتی۔ ایک بٹے کو نوکری ملتی ہے لیکن ایک ہار کو نوکری نہیں ملتی۔ کہا جاتا ہے کہ دستور کے ساتھ چلئے۔ ہم تو دستور کے تحت چلنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن میں حکومت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ دستور کے تحت ساڑھے بارہ فیصد جس رزولوشن کی گیارٹی دی گئی ہے اس پر کہاں عمل کیا گیا؟ کتنے گزیٹڈ آفیسرس کو مامور کیا گیا؟ باوجود تعلیم یافتہ ہونے کے ہمارے لوگوں کو ملازمتیں نہیں دی جاتیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

میں زمینات کے بارے میں کچھ عرض کرونگا۔ دوسروں کی طرح ہمیں بھی کاشت کے لئے اراضیات دی جانی چاہئے کیونکہ دیہاتوں میں کافی حصہ شیڈولڈ کاسٹس کا ہوتا ہے۔ وہ لوگ کام نہ ہونے کی وجہ سے بیکار اور بیروزگار ہو گئے ہیں۔ وہ کاشت سے اچھی طرح واقف ہیں اور جہاں تک زراعت کا تعلق ہے وہ اس سلسلہ میں بہت ہوشیار ہوتے ہیں۔ لیکن جب وہ زمینات طلب کرتے ہیں تو انہیں نہیں دی جاتیں۔ پرسونکے اڈیس میں (۵۰) ہزار ایکڑ کا ہندسہ بتایا گیا ہے۔ میں نے اس وقت اس کے متعلق بحث بھی کی ہے۔ لیکن میں کہہ سکتا ہوں کہ جو اراضیات دی جاتی ہیں، یہ کہہ کر کہ وہ محصورہ یا جنگلات کی اراضی ہے انہیں واپس لے لیا جاتا ہے۔ اگر دی بھی جاتی ہیں تو اون غریبوں کی معاشی حالت اتنی پست ہوتی ہے کہ بیل اور تخم اور زرعی آلات وغیرہ خرید کر کاشت نہیں کر سکتے۔ میں نے اس سے پہلے آنریبل منسٹر فار فنانس سے درخواست کی تھی کہ اس سال کے بجٹ میں کم از کم ۵ کروڑ روپیے ان غریب اور بچھڑے ہوئے شیڈولڈ کاسٹس کے لئے رکھے جائیں۔ اس کی صراحت کرتے ہوئے میں نے یہ بتایا تھا کہ ایسا کرنے سے بیل تخم اور زرعی آلات خریدنے میں اون لوگوں کو کوئی دقت نہ ہو سکے گی۔ اوسکے علاوہ اگر بجٹ میں کافی رقم مہیا کی جائیگی تو حکومت کے کرومور فوڈ اسکیم بھی اور زیادہ کامیاب ہوگی۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے کہا تھا کہ اگر کاشت کے لئے زمین نہ مل سکے تو دیودار کے ڈبوں میں مٹی ڈال کر اناج اگایا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ دیودار کے ڈبوں کی کیا ضرورت ہے جبکہ ہمارے پاس کافی زمین کاشت کے لئے موجود ہے؟ تعلقہ ہنگولی میں ۳ ہزار ایکڑ زمین خالی پڑی ہوئی ہے۔ لیکن ایک ایکڑ بھی کسی کو نہیں دی گئی۔ تعلقہ کلنوری میں ۳ ہزار ایکڑ زمین تھی لیکن وہاں صرف ۹ سو ایکڑ زمین تقسیم کی گئی۔ باقی زمین اب تک تقسیم نہیں کی گئی۔ زمین ہونے کے باوجود دیودار کے ڈبوں میں اناج اگلنے کی کیا ضرورت ہے؟ ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں زمین دی جائے اور زمین پر کام کرنے کے لئے سہولتیں دی جائیں۔ پھر ہم زیادہ غلہ اگاسکتے اور کرومور فوڈ کا مسئلہ بھی حل ہو سکے گا۔ حکومت نے اس بجٹ میں اس اسکیم کے لئے ۵۰ لاکھ روپیے رکھے ہیں۔ لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں اضلاع میں جب یہ رقم پہنچتی ہیں تو اس کا انجام کیا

ہوتا ہے ؟ یہی ہوتا ہے کہ جب یہ رقوبات اضلاع میں پہنچتی ہیں تو پارٹیوں یا کاشتکاروں کو بلا کر یہ ہدایت دیجاتی ہے کہ اگر ان کی پیک زیادہ ہونو انعامات دے جائینگے ۔ لیکن انعامات جب تقسیم کرتے ہیں اوس میں سب کانگریس کے افراد ہوتے ہیں ۔ اس طرح یہ پیسہ چند خاص لوگوں پر ہی خرچ ہوتا ہے ۔ اس لئے میں جو چیز کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جو پیسہ حکومت خرچ کرنا چاہتی ہے اوس میں ہر ادارہ کو خواہ وہ نیت کری کامگری ہکس ہو یا سونسلٹ پارٹی کا ادارہ ہو یا اور کوئی ہو ، مناسب حصہ ماننا چاہئے ۔ جو لوگ حقیقت میں مالک کی ترقی چاہتے ہیں ان لوگوں کو جیسی کہ نمائندگی دیجانی چاہئے نہیں دیجاتی ۔ اضلاع میں فوڈ کمیٹیز ہیں ، پلاننگ کمیٹیز (Planning Committees) ہیں اور سوسل سروس کمیٹیز ہوتی ہیں ۔ لیکن شیڈولڈ کاسٹس کے لوگوں کو ان کمیٹیوں میں نہیں لیا جاتا ۔ میں خاص طور پر ضلع پرہنی کا ذکر کرونگا جہاں کے کلکٹر صاحب جاگیر دار سے کم نہیں ۔ وہ کسی بھی اپوزیشن پارٹی کے نمائندوں کو ان کمیٹیوں میں نہیں لینا چاہتے ۔ اس سے میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب تک یہ چوکھٹا نہ بدلے گا جب تک حکومت دوسری سیاسی پارٹیوں کا کوآپریشن نیک نیتی سے حاصل نہیں کرے گی تب تک عوامی مسائل کو حل کرنے میں حکومت نا کام رہیگی ۔ اب میں سوشل سروس ڈپارٹمنٹ کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ گزشتہ سال کے بجٹ میں اس کے لئے ۱۰ لاکھ روپیے منظور کئے گئے تھے ۔ لیکن ہم کو اس کا علم بھی نہ ہوسکا کہ آیا وہ منظورہ رقم خرچ ہوئی یا نہیں اضلاع میں چونکہ تحصیلدار اور تعلقداروں سے ہمارے تعلقات ہوتے ہیں اس لئے اون لوگوں سے ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ جو رقم سوشل سروس کے سلسلہ میں منظور ہوئی تھی وہ انہیں اب تک بھی نہیں ملی ہے ۔

Shrimati Masooma Begum (Chairwoman): Now we adjourn and meet again at Eleven of the Clock.

The House, then, adjourned for recess till Eleven of the Clock.

The House re-assembled after recess at Eleven of the Clock.

(Mr. Speaker in the Chair)

Mr. Speaker : Shri Madhav Rao Nerlikar.

شری مادھوراؤ نرلیکر ۔ سٹر اسپیکر سر ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اضلاع میں جو ڈسٹرکٹ بورڈس (District Boards) بنائے جارہے ہیں اون میں جب تک عوام کے نمائندوں کو نہ لیا جائے وہ کامیاب نہیں ہوسکتے ۔ نیز سوشل سروس ڈپارٹمنٹ جن عہدیداروں کا تقرر کرتا ہے ایک سال سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ اطمینان بخشی

طریقہ بر کام نہیں کرتے بلکہ وہ تو صرف تنخواہیں بانے کیلئے مقرر ہوئے ہیں۔ انہی مکانات میں بیٹھے ہوئے اچھوتوں کی فلاح و بہبود کا حساب لگاتے رہتے ہیں۔ اچھوترن کو مکانات کی قلت ہے۔ بٹنے کے بانی کی تکلیف ہے۔ جگہ کی قلت ہے اور وہ بھوکوں مر رہے ہیں۔ لیکن ان عہدہ داروں کو اسکی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ جب وہ دیہاتوں میں آتے ہیں اور ان باتوں کی طرف دھیان دینے کیلئے کہا جاتا ہے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ وہ اپنے لیڈروں سے جا کر کہیں۔ ہم اپنے فرائض ادا کرنے کیلئے ہیں۔ حکومت نے انکو اچھوت سماج کے پرابلم کو حل کرنے کیلئے مقرر کیا ہے، زمین کے پرابلم کو حل کرنے کیلئے رکھا ہے اور انکو اخراجات دئے ہیں کہ وہ زمین کے مسئلہ کو حل کریں اور پانی کیلئے باؤلیاں کھدوائیں۔ مگر وہ کچھ نہیں کرتے۔ میں حکومت سے پوچھتا ہوں کہ کیرں یہ کام نہیں ہو رہے ہیں؟ ایک سال کا عرصہ گزر گیا ہے۔ (۱۰) لاکھ روپیے اچھوتوں کی بھلائی کے کاموں کیلئے منظور کئے گئے تھے۔ لیکن اسیں سے صرفہ (۳) لاکھ روپیہ خرچ کئے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کی یہی پالیسی ہے کہ دکھاوے کیلئے رقم نو منظور کی جائے مگر اسے خرچ نہ کی جائے۔ اس سال گورنمنٹ ان اغراض کیلئے چھ لاکھ (۸۵) ہزار روپیے موازنہ رکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ گذشتہ سال کے جو سات لاکھ روپیے باقی ہیں ان کو موجودہ بجٹ کے پراویژن میں کنورٹ (Convert) کیا جا رہا ہے۔ کیا اچھوت سماج کی بھلائی اور بہتری کا یہی طریقہ ہے؟ اچھوتوں کی فلاح و بہبود کا کانگریس پروگرام نو کرتی ہے مگر اسکا عمل یہ ہے۔ اس سے فلاح و بہبود نہیں ہو سکتی۔ سوشل سروس ڈے (Social Service Day) یا گاندھی جینتی منائی جاتی ہے اور اچھوتوں کے محلوں میں جا کر جھاڑو دیجاتی ہے، صفائی کیجاتی ہے اور عورتوں کے بالوں میں سے جوئیں نکالی جاتی ہیں۔ مگر ایک دن ایسے کام کر دینے سے یہ روگ جو اچھوت سماج میں ہیں دور ہونے والے نہیں ہیں۔ اس روگ کو دور کیا جائے اسلئے ضروری ہے۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب کہ اس بارٹی کا بنیادی پالسی میں تبدیلی لائی جاتی ہے۔ اگر بنیادی تبدیلی لائی منظور ہے تو اچھوت سماج کے معاشی حالات بہتری پیدا کرنے کیلئے تبدیلی لائی چاہئے۔ یہ سونگ ڈھونگ جو رچایا جا رہا ہے اس سے کام نہیں چلیگا۔ یہاں تو اچھوت سماج کے چھوت چھات کو دور کرنے کی بڑی بڑی باتیں کیجاتی ہیں۔ مگر حقیقت میں عمل کچھ بھی نہیں کیا جاتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ہم کو اچھوت کہتے ہیں۔ لیکن اچھوت سماج وہ سماج ہے کہ جب کڑی برہمن اونکی باؤلی پر جاتا ہے تو اچھوت ہرگز یہ نہیں کہتا کہ تم اس باؤلی کا پانی مت پیو۔ لیکن اچھوت جب انکو چھوتا ہے تو وہ اس کو پسند نہیں کرتے۔ اس چھوت چھات کے تصور کو جب تک دور نہ کیا جائے اچھوت سماج کی حالت درست نہیں ہو سکتی۔ ان حالات میں غور کیجئے کہ چھوت بن ان لوگوں میں ہے جو ہم کو اچھوت کہتے ہیں یا آپ میں ہے یا ہم میں ہے۔ اچھوت آپ لوگ ہیں جو ہم کو اچھوت سمجھتے ہیں۔

Mr. Speaker: You do not mean the chair! (Laughter).

شری مادھوراؤ نلیکر - مسٹر اسپیکر - آپ سے میرا مطلب حکومت ہے - حکومت سے یہ کہہنا کہ ہم اچھوت نہیں ہیں - اچھوت وہ لوگ ہیں جو چھت چھت کر لے ہیں - جب تک خرد انہی آپ سے اچھوت بن دوں نہ کہا جائے چھت چھت کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا - ڈاکٹر امبیڈکر نے بار بار یہی کہا ہے - میں یہ نہیں کہتا کہ ہیکر ہٹلر میں جانے کی آزادی ملے اور ہیکر مندروں میں جانے کی آزادی ملے بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ جو اس حکمرانی کا گھنڈہ ہے وہ دورہ لیا جائے - ورنہ میں جانتا ہوں کہ محض آٹکے مندروں میں جانے سے اچھوتوں کی فلاح و بہبود نہیں ہو سکتی - ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہندو سماج کے اس گھنڈے کو دور کیا جائے - مندر میں داخلے پر قانونی اجازت ہونے کے باوجود اچھوتوں کو مندر میں داخلہ کی آج بھی اجازت نہیں دی جا رہی ہے - چنانچہ حال ہی کا واقعہ ہے کہ ایک آئریبل منسٹر کو مندر میں داخل ہونے سے روک دیا گیا - غور فرمائیے کہ ایک منسٹر کے سامنے جب ایسا سلوک کیا گیا تو دیہاتوں میں رہنے والے غریب اچھوتوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہوگا ؟ اچھوتوں کا سدھار کرنا منظر ہے نو گھنٹانے دیکھو جو کچھ دیا ہے اسکو حاصل کرنے کا موقع دیا جانا چاہئے - ہماری مانگیں کیا ہیں ؟ بہت معزلی ہیں - یہی کہ بارہ فیصد نوکریاں ہم کو دیجائیں قومی کی رقبات تقسیم کی جائیں تو ہیکو بھی دیجائیں - ہمارے لئے باؤلیوں کا انتظام کیا جائے، یہ دیں ہماری منصفانہ مانگیں - انکو پورا کرنا حکومت کا پہلا فرض ہے - چھت چھت کا مسئلہ معاشی حالات پر مبنی ہے - اگر حکومت کو واقعی چھت چھت دور کرنا ہے تو اچھوتوں کے معاشی حالات کی جانب توجہ کرنی چاہئے - ایک اچھوت برہمن کے پاس کیوں نوکری کرتا ہے ؟ اسلئے کہ اس کے پاس پیسہ نہیں ہے - اگر ان مسائل کو حل کرنا ہے تو سب سے پہلے ہماری مانگیں پوری کرنی پڑیں گی -

(अविज्ञान) چار مہینے پہلے ناگپور میں شیڈولڈ کلاسز کا ایک ادی ویشن ہوا تھا جس میں پنڈت نہرو نے کہا کہ ہندوستان میں اچھوتوں کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کیونکہ ہندوستان میں چھت چھت ہے ہی کہاں ؟ میں پنڈت نہرو کے اس بیان سے متعلق کہہ سکتا ہوں کہ معلوم نہیں انہوں نے کن آنکھوں سے دیکھا ہے، معلوم نہیں انہوں نے یہ کس طرح کہہ دیا - ساؤتھ آفریقہ سے متعلق تو یہ کہہ جاتا ہے کہ کالے گورے میں تفریق نہ کی جائے - میں پوچھتا ہوں کہ آفریقہ میں جس چیز کا مطالبہ کیا جاتا ہے وہی مطالبہ اگر ہندوستان کے بسنے والے اچھوت کریں کہ اچھوتوں کے ساتھ جو امتیاز برتا جاتا ہے اسکو نکال دیا جائے تو کیا برا ہے ؟ وہاں جس طرح حرق کے مانگنے کا حق ہندوستانیوں کو ہے اسی طرح ہیکو بھی اپنے حق کے مانگنے کا حق ہے - میں پوچھتا ہوں کہ یہاں کے ساؤتھ آفریکنس کے مسائل حکومت کب حل کرے گی ؟

اس بجٹ کے مدت کو جب میں دیکھتا ہوں تو مجھے سخت مایوسی ہوتی ہے حکومت کی اب بھی وہی پالیسی ہے جو پہلے تھی -

ایک اور چیز یہ کہ بجٹ میں پانچ سالہ بلان کا ذکر کیا گیا ہے۔ اندازہ ہے کہ حیدرآباد میں پانچ سالہ بلان پر ۴۲ کروڑ روپے صرف کئے جائیں گے۔ لیکن اس بلان میں ایک مد بھی ایسا نہیں ہے جس سے اچھوٹوں کو کوئی فائدہ پہنچ سکے۔ سوشل سروس کے نام سے البتہ کچھ رقم رکھی گئی ہے۔ لیکن یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ رقم اس غرض کے لئے صرف بھی کی جائیگی یا کسی اور غرض کے لئے اسکو استعمال کر لیا جائیگا۔ نہ صرف پانچ سالہ منصوبہ میں اچھوٹوں کا کلا گھونٹا گیا بلکہ مرہٹواڑی کو بھی نظر انداز کر دیا گیا۔ جیسا کہ شری انا جی راؤ گورانے لے کہا ہے کہ مرہٹواڑی کے علاقے میں قحط کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ یہ وہ حالات ہیں جنہیں عارضی منصوبوں سے دور نہیں کیا جاسکتا بلکہ مستقل منصوبوں کی ضرورت ہے تاکہ وہاں کے مسائل بنیادی طور پر حل کئے جاسکیں اور وہاں کے عوام کو چین نصیب ہوسکے۔

دوسری چیز میں آخر میں یہ عرض کرونگا کہ اگر حقیقت میں حکومت کا ارادہ اس ساج کو سدھارنے کا ہے تو اس کے لئے حکومت کو اپنی پالیسی میں تبدیلی کرنا سب سے پہلے ضروری ہے۔ جب تک ایسا نہیں ہو جھے اندیشہ ہے کہ اس ساج کی حالت سدھرنہ سکے گی۔

تیسری چیز میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دیہانوں میں گاؤں ٹھاننداری کا جو طریقہ رائج ہے اسکو بند کرنا ضروری ہے۔ گذشتہ سال کہا جا رہا تھا کہ ٹیلر، بٹواری، سسٹم کو ابالش کیا جائیگا۔ ہمیں امید تھی کہ اسکے ساتھ ساتھ گاؤں ٹھاننداری کو بھی ختم کیا جائیگا۔ لیکن جو وعدے کئے گئے ہیں انہیں عملی جامہ پہنانا حکومت کی پالیسی معلوم نہیں ہوتی۔ گاؤں ٹھانداروں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے۔ انہیں مفت کام کرنا پڑتا ہے۔ روز نامچے لیجانا پڑتا ہے۔ مرے ہوئے جانوروں کے ہست نکالنا پڑتا ہے۔ مرے ہوئے انسانوں کو دفن کرنا پڑتا ہے۔ ان سے ایسے کام لئے جاتے ہیں جن سے انہیں کوڑی کا فائدہ نہیں پہنچتا۔ ہم نے یہ مطالبہ کیا تھا اور آنریبل مینسٹر سے اپیل بھی کی گئی ہے کہ جس طرح دیگر ملازمین کو تنخواہیں دیجاتی ہیں اسی طرح گاؤں ٹھاندار کو بھی تنخواہیں دیجائیں۔ آجکل تو انہیں کاشتکاروں نے بلوتہ دینا بھی بند کر دیا ہے۔ ایسی حالت میں انہیں بھوکے مرنے کی نوبت آگئی ہے۔

آخر میں میں یہ کہوں گا کہ مرہٹواڑہ میں پانی نہ ملنے کی وجہ سے بہت خراب سچویشن (Situation) پیدا ہو گیا ہے۔ نہ صرف اورنگ آباد، عثمان آباد اور بیڑ بلکہ پورے مرہٹواڑہ کے اضلاع پانی نہ ملنے کی وجہ سے متاثر ہیں۔ اگر جلد سے جلد وہاں پانی کا انتظام نہ کیا جائے تو وہاں کے لوگ سخت تکلیف میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اچھوت ساج پر تو چھوٹ چھات کی وجہ سے دوہری مصیبت ہے۔ جن باؤلیوں میں پانی ہے وہاں سے بھی انہیں پانی نہیں لینے دیا جاتا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ایک آرڈیننس کے ذریعہ عام اور خاص باؤلیوں پر اچھوت ساج کے لوگوں کو پانی بھرنے سے نہ روکنے کی ہدایت کر دی جائے۔ دوسرے ساج کے لوگوں کے لئے بھی پانی نہیں ہے۔ ایسی صورت

میں بمبئی اسٹیٹ کی طرح یہاں بھی انتظام ہونا چاہئے اور موٹروں کے ذریعہ پانی سربراہ کرنے کا انتظام ہونا چاہئے۔ گورنمنٹ اس کا انتظام کرے۔ ایسی صورت میں ہی یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

آخر میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ہمارے لوگوں کے لئے بجٹ میں اس سال (۶۸۷۰۰۰) روپیے کا مد رکھا گیا ہے۔ میں آنریبل فنانس منسٹر سے درخواست کروں گا کہ اس کو بڑھایا جائے اور کم از کم ایک کروڑ روپیے اس مد میں اضافہ کئے جائیں۔ اس سے اس طبقہ کی بھلائی کا مقصد کسی حد تک پورا ہو سکتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آنریبل منسٹر فار فنانس ہمارے ساج سے زیادہ ہمدردی رکھتے ہیں۔ خیریت کہ میں نے عرض کیا بہت سے لوگ بجٹ نیا کر کے انکے پاس پیش کرتے ہیں۔ اسلئے ممکن ہے کہ ان لوگوں نے اس طبقہ کی فلاح و بہبود کے لئے رقم رکھنے سے گریز کیا ہو۔ میں فنانس منسٹر سے درخواست کروں گا کہ وہ اس رقم میں اضافہ کریں۔ پولیس کے اخراجات میں ۶۰-۷۰ لاکھ روپے کم کر کے اچھوتوں پر خرچ کئے جاسکتے ہیں۔ جاگیر داروں کے معاوضہ (۶۵۰۰۰۰۰) میں سے کمی کی جاسکتی ہے۔ راج برہمن کو جو (۵۰۰۰۰۰۰) کا مالیدہ دیا جاتا ہے اس میں کچھ رقم نکال کر ان (۷۲) لاکھ اچھوتوں پر صرف کیا جاسکتا ہے۔ ان رقموں میں کمی کی جا کر بچت سے اچھوتوں کی بھلائی کے کاموں میں مدد لی جاسکتی ہے۔ میں کہوں گا کہ اچھوتوں کے مسائل پر گورنمنٹ اچھی طرح غور کرے اور لا پرواہی نہ برتے۔

ہم یہاں اس لئے نہیں آئے ہیں کہ جو بات کہہ دی جائے اسی کے پیچھے چلتے رہے۔ ہم اپنی قوم کے مسائل حل کرنے کے لئے یہاں آئے ہیں۔ اگر یہاں ہمارے مسائل حل نہ کئے جائیں تو ہم یہاں اور باہر سے بھی حکومت پر کافی پریشر (Pressure) ڈالینگے اور مجبور کر دیں گے کہ وہ ہمارے مسائل حل کریں۔ اگر اس کے باوجود حکومت کوئی اثر نہ لے تو جس طرح بابا صاحب امبیڈکر نے اپنے بھاشن میں کہا ہمیں اپنے مطالبات منوانے کے لئے اندولن کرنا پڑیگا۔

گورنمنٹ کے سامنے ان خیالات کو رکھتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

مینسٹر فائر سماجسوا شری. شکر دے: اےک آئرنریبل ممبر کو کولھ گالت فہمی ہو رھی ہے۔ مے انکی شاکا نیوارن کرنا چاہتا ہوں۔ انھونے کہا کی اےک آئرنریبل مینسٹر ساہب رامماندیر مے جانا چاہتے تے لکین وھاں کے اذیکاریوںنے انھے پرتیبندھ کیا۔ مے وھاں یھ स्पष्ट کر دینا چاہتا ہوں کی ن کبھی اس مینسٹر نے مندر مے جانے کا پرتل ہی کیا اور ن ان پر کوئی پرتیبندھ ہی لگایا گیا۔ وھ اسی پتھر کی مورتی مے विश्वास نہیں رکھتے تے تو جانے کا اور پرتیبندھ لگانے کا کوئی سوال ہی نہیں اٹھتا۔

شری مادھورائلیکر:- کیا اس سمینڈہ میں کورٹ میں مقدمہ نہیں چلایا گیا ؟

شری. شکر دے:- نہی یھ بیلکول گالت ہے۔

श्री. श्रीहरी गुंडेवार (किनवट) :—मिस्टर स्पीकर सर, आज हाउस के सामने बजेट पर जो डिस्कशन हो रहा है उसके बारे में मैं अर्ज करूंगा कि यह जो मवाजना साल ५३-५४ का पेश हुवा है उस पर गौर किया जा सकता है। लेकिन जिसमें मायूसी की कोओ वजह मेरी नजर में नहीं दिखती जिस मवाजने के मिलसिले में यह कहा गया कि यह भी सरमायेदारी चौकठा है और यह अंक मायूस-कुन मवाजना है। मैं कहना चाहता हूँ कि मायूसी की जरूरत नहीं है। अगर हम हैदराबाद के पिछले पांच सालों में पेशहुअे बजेट को देखें तो मालूम होगा कि आज की हुकूमत को भी तरक्की की तरफ अंक कदम बड़ा रही है। और पिछले बजेट की जो खुसूसियतें थी और आज के जिस बजेट की जो खुसूसियतें हैं वह आप अच्छी तरह देख सकते हैं। पिछले साल के मवाजने में जो खुसूसियतें थी वे ये हैं कि हमारे फायनान्स मिनिस्टर साहब ने बहुत हिम्मत के साथ कस्टम्स ड्यूटि खतम कर दी। और यह अंक बहुत हो बड़ा कदम अन्होंने अुठाया। जिससे हैदराबाद से दुसरे स्टेटों का माल लाने लेजाने के लिये काफी सहूलत हुअी। होसकता है कि माल बाहर लेजाने में काफी सहूलत नहीं लेकिन फायनान्स मिनिस्टर उसके बारे में सोंच रहे हैं। अुनका जिस तरफ ध्यान है।

दूसरी बात यह है कि फायनान्स मिनिस्टर साहब ने गये साल के मवाजना में पोलिस के अखराजात में काफी कमी करदी। जिस अखराजात में कमी करनां याने मोरेल करेज (Moral courage) दिखाना ही था। जिससे आप देख सकते हैं कि हुकूमत का मोरेल करेज (Moral courage) कैसे बढरहा है। जिसको हम कह सकते हैं यह सही मानेमें अवामी हुकूमत है। फायनान्स मिनिस्टर साहब ने चूकी यह कदम अुठाया है जिसलिये वे काबिल मुबारिक बाद हैं। जिसका नतीजा यह हुवा कि हैदर बाद स्टेट की आमदनी कम हुअी। लेकिन उस कमी की भरपाअी दूसरे टैक्स आयद करके की गअी। यह भी काबिले मुबारिकबाद है। और अन्होंने जो टैक्स आयद किये हैं वे जियादता अमीरों पर आयद किये हैं। जिससे आप यह समझ सकते हैं कि यह वाकअी तीरपर अवामी हुकूम है या नहीं।

जिस सिलसिले में जो अखराजात है वे जिस प्रकार हैं।

(Mr. Dy. Speaker in the Chair)

फायनान्स मिनिस्टर ने जो बजेट पेश किया है उसमें अवामी भला बहबूदी के लिये जो खुमांत रखे गये हैं वे जिस प्रकार हैं जिरोगेशन पर १५ लाख रुपये अंज्युकेशन पर ३९ लाख रुपये, सिविल वर्क्स पर २६ लाख रुपये और कम्युनिटी प्रॉजेक्ट पर १४ लाख रुपये। साथ ही सायजिस खर्चों में कमी की गअी है वह है पोलिस का खर्चा। उसमें ६३ लाख रुपये की कमी की गअी है। रेव्हिन्यु अॉडमिनिस्ट्रेशन में १० लाख रुपये की कमी की गअी है। और जनरल अॉडमिनिस्ट्रेशन में १३ लाख रुपये की कमी की गअी है।

बाज अॉनरेबल मॅबर्स ने अपनी तकरीर में कहा की यह वही चौकठा है जो सरमायादारों को कायम रखना चाहती है। मैं पूछना चाहता हूँ कि यह सरमायेदारी चौकठा कैसे हो सकती है जबकि हुकूमत पोलिस के अखराजात में कमी कर रही है। और फायनान्स मिनिस्टर ने कहा की हम ११ लाख रुपये की और कमी करना चाहते हैं। जिसी तरह से तामिरीकौम के सिलसिले में आप देखेंगे कि

రొజ్జప్రముఖ్ కుదుబా ఉపన్యాసంలో అక్కడ పట్టెటూళ్ళలో ఉండే దూదేకులు ఖుద్ బవత్తు మిగతావాళ్ళందరూ తలలూపినట్లుగా ఉంది. దీనిమీద ప్రసంగం జరిగినప్పుడు అవసరమైన కాగితాలు అనువాదం చేసి ఇస్తామన్నారు. గాని ఇది చేయకపోవడంవల్ల బునియాదీ లేకుండా మీద ఇల్లు కట్టినట్లుంది. ఇక్కడ ఏ విధముగా ప్రభుత్వం సడుస్తున్నదో మేము ఎన్నుకోబడి వచ్చిన నియోజక వర్గము వారికి తెలియ జేప్పాలి. అక్కడ తాలూకాల నుంచి ఎన్నుకోబడి వచ్చిన సభ్యుడు మీముందు అక్కడి విషయాలు చెప్పకోవాలి. ఇక్కడి విషయాలు తెలుసుకునేందుకు మాకిచ్చే కాగితాలు ప్రాంతీయ భాషలలో ఉండాలి. తేసిచ్ రామ చిలుకకు 'రామ, రామ,' అని నేర్పినట్లుంటుంది. చిలుకను పిల్లి పట్టునప్పుడు అడవి పలుకుతో పలుకాలి. మొన్న వరంగల్ గౌరవ సభ్యుడు అంగ్రేజీలో మాట్లాడుతూ తలకాయ నొప్పి వచ్చిందని తెలుగులోనే మాట్లాడారు కాబట్టి మేము కోరేది మాకిచ్చే ప్రతి కాగితము ప్రాంతీయ భాషలలోనే ఇవ్వాలని చెబుతున్నాను. గాని "మాకు అనువాదము చేసే అవకాశం లేదు; మీరే పట్టుకు పోయి అంగ్రేజీ వచ్చినవారితో చెప్పించుకోండి" అని అంటే వారు ఏమి చెబుతారు? కాబట్టి ప్రతి కాగితము ప్రాంతీయ భాషలో అనువాదం చేసి ఇవ్వాలి. నాకన్న ముందు, గౌరవ సభ్యులు ఈ బడ్జెటు విషయం చెప్పారు. నేను ఎక్కువ సమయం లేసుకోకుండా కొన్ని సంగతులు చెబుతాను.

హరిజనులకు ఫారీష్ ఫాతా భూములు, పోరంబోకు భూములు, బంజరు భూములు ఇస్తామన్నారు. ఈ ఫారీష్ ఫాతా భూములు ఎటువంటి వనగా ఏ జమీందారో, భూ స్వామి ఆ భూములలో పంట రాదనో ఫలితము లేదనో చెప్పి విడిచి పెట్టినవి. అందుచేత ఫారీష్ ఫాతా భూములు పంచి పెట్టాము; పోరంబోకులు పంచి పెట్టాము; అంటే అర్థము ఏమిటి? "కాతే ఇల్లును, కాలు విరిగిన ఆవును దానము చేసినట్లు" ఉంది. హరిజనుల పరిస్థితి ఆ విధంగా ఉంది. ఈ ఫారీష్ ఫాతా భూముల్లో మొరం తప్ప మరేమీ లేదు. ఎక్కడైనా ఖుష్కీ ఉంటే నాలుగెకరాలుంచింది. కాబట్టి యీ హరిజనులకు వ్యవసాయం లేదు, జీతం లేదు. ఎక్కడైతే వుండు వుంటుందో అక్కడ మందు పేయాలి. వుండు ఒకచోట వుండి మందు ఇంకోచోటు పేస్తే తాళం లేదు.

ఇంకొక సంగతి. మన దశ యిత్రాగుంది. యీనాడు మేకలు కొనే గొల్లవాడు అడవిలో తిరిగి తిరిగి మేక రాతేదని కనిపెట్టు చున్నాడు. గాని ప్రభుత్వ డిపార్టు మెంటులో ఏమి జరుగుతోందో ఆ ముత్రిగారికే తెలియదు లేదు. అటువంటి ముత్రిగారు గొల్లవానికన్నా నీచం. మా తాలూకాకు అడవిమంత్రిగారు వచ్చినప్పుడు చెప్పాను. అక్కడ అరకపట్టి వసూలు చేస్తున్నారు. అది ఆరుపైళ్ళ దూరంపైన ఉంది. చూడండి అంటే ఏదో మీటింగు ఉందని చెప్పి పెళ్ళి పోయారు. తరువాత కత్తెరుగారికి వ్రాశాను. గాని మంత్రిలువచ్చినప్పుడు యీ విషయాలన్నీ చూడాలి. ఇక కలెక్టర్ల గది ఏమవుతుందో? అర్థమేమి చేసిన ప్రకారం ఇప్పుడు అయ్యేడిదీ ఏమిటి? మాకు తెలువదు. దానిని అనువాదం చేసినప్పుడు దాని లోపల ఏముందో చూసి చెబుతాను.

నిర్తల్ కోలూకోలో రెండు మూడు సంవత్సరముల నుంచి వర్షాలు లేవు. జీవితీవాగు పొరలుంటేదు. దాని వల్ల నిర్తల్ చెరువులు నిండుతాయి. గాని ఇప్పుడు నిండుట లేదు. నిర్తల్ లో ఇప్పుడు త్రాగడానికి నీళ్ళు లేవు. అక్కడ జరిగే పరిస్థితి ఇక్కడ మంత్రికి తెలియకపోతే ఎట్లా? వాటి విషయం ఆలోచించాలి. మంత్రిలు ఎక్కడ ఏ పరిస్థితులు జరుగుచున్నవి చూడాలి.

जंगल विषयంలో कुठो लंचगोण्डितनं एकुण्वगो वुंदी. फोतीसु रूड्डन मूनुदुंकुं लो लंचगोण्डितनं इव्वुडु मरी पोचिपोयुंदी. दानि विषयं दृष्टेयुं विमी तेंदु.

कः लंचगोण्डितनं विषयं एवरु अलोचने चैयुतेंदु. तरुवोत मनुकु अव्वुलु एकुण्वे फोतुन्नोयु. मनु रोज्यं दरिद्रुडि दशलोकि फोओंदी. कः प्रधुव्व लक्ष्यं लोष्टिपिष्टुल लक्ष्यंगो ढुंदी. एकुण्ड चुचिना निदोसं कनषडदु. इव्वुडु कः विषयालनु नोकु तेलीसि मल्लु कु मीमूनुदु पेल्तुनु. इंको पेरु सधुलकु मीका इव्वुवतुनं सैनु चैप्पे धोषण समाव्वं चैसुन्नोनु.

श्री. रामराव आवरगांवकर (गेवराओ):—अध्यक्ष महाराज, माननीय अर्थ मंत्र्यांनी जे अंदाज-पत्रक सभागृहापुढे सादर केले आहे ते पाहिले म्हणजे, असे स्पष्ट दिसते की, ज्या गोष्टी जनतेच्या सुखाच्या दृष्टीने आवश्यक आहेत त्यावर सरकारने भर दिला नाही, व अतिर अनावश्यक गोष्टीवर खर्च होणार आहे. मागच्या वर्षीचे अंदाजपत्रक आणि या वर्षीचे अंदाजपत्रक पाहिले म्हणजे त्यांत फारसा फरक आहे असे वाटत नाही आणि तसा फरकच करावयाचा झाला तर असे दिसते की फक्त अिकडचे दोन तीन आंकडे तिकडे, आणि तिकडचे तीनचार आंकडे अिकडे, करून दाखविले आहेत. या बजेटमध्ये खरोखर जनतेच्या हिताच्या दृष्टीने काहीहि केलेले दिसत नाही.

आजचे बजेट पाहिले म्हणजे ओखाद्या प्रेताला श्रुंगारले आहे असे वाटते पण मला असे सांगा-वयाचे आहे की तुम्ही या मुडद्याला कितीहि श्रुंगारले तरी तो मुडदाच राहणार आहे. या बजेटचा जो दृष्टीकोण आहे, तो भांडवलदारी दृष्टीकोण आहे. त्यामुळे आमचे हे जे बजेट तयार करण्यांत आले आहे त्याने जनतेचे हित होणार नाही अशी मला शंका वाटते.

आज जो जास्तीतजास्त खर्च केला जातो तो पोलीस आणि मिलिटरीवर केला जातो. त्याच प्रमाणे जागीरदार, जमीनदार आणि निजामासारख्या अंतखाजूं लोकाकरिता खर्च केला जातो. पण शिक्षण आरोग्य, शेतीसुधारणा या कडे मात्र दुर्लक्ष केले जात आहे. मला असे सांगावयाचे आहे की पोलीसवर जास्तीतजास्त खर्च करून जनता सुखी होणार नाही. जनतेचे प्रश्न सोडवा-वयाचा हा जो दृष्टीकोण आहे तो चुकीचा आहे.

आमचा हिंदुस्थान हा शेतकीप्रधान देश आहे. जो पर्यंत तुम्ही शेतीला उपयोगी अशा सवलती शेतकऱ्याला आणि मजुराला देणार नाहीं शेतीचे उत्पन्न वाढविण्याचा प्रयत्न करणार नाहीं, तो पर्यंत कोणीहि सुखी होणार नाही. आजच्या बजेटबद्दल मोठ्या खेदाने असे म्हणावे लागते की, शेती-सुधारणावर जितका खर्च व्हावयाला पाहिजे होता तितक्या खर्चाची तरतूद यांत दिसत नाही. बुलट जागीरदार, जमीनदारासारख्या अंतखाजूं लोकांना जगविण्यावर भर दिला गेला आहे. मला असे सांगावयाचे आहे की हा जो दृष्टीकोण आहे तो बदलला पाहिजे आणि देशाला जास्तीतजास्त, कोण्या गोष्टीची आवश्यकता आहे या कडे लक्ष पुरविले पाहिजे.

असेच जर चालू राहिले तर आज जी सरकारची भांडवलदारी चौकट आहे जी साचा आहे ती जनता तोडल्याशिवाय राहणार नाही असे ओरडून सांगितल्याशिवाय राहवत नाही. आजची

तुमचा दृष्टीकोण जनतेच्या हिताच्या विरुद्ध आहे. मला सांगावयाचे आहे की आज जो खर्च होतो आहे तो जनतेच्या दृष्टीने होत नाही. तुम्ही जनतेच्या फायद्याच्या कोणत्याही कामावर भर देत नाही. मोठ्या खेदाने म्हणावे लागते की मराठवाड्याच्या दृष्टीने या बजटमध्ये कोणत्याही तऱ्हेचे प्राजेक्ट (Project) नाही त्याकडे मुळीच लक्ष दिले गेले नाही.

या वजेटला जर जमीनदारांचे वजेट, जागीरदारांचे वजेट म्हटले तर, तिकडच्या कोचावर बसणारे माझे मित्र म्हणतात की त्यांना हे दोन तीन शब्द पाठ झालेले आहेत, या शिवाय त्यांना कांही म्हणता येतच नाही.

निजामाकरितांही या वजेटमध्ये प्रोव्हिजन (Provision) आहे. त्या अंवीही जर ते पैसे शिक्षण, आरोग्य आणि शेतीसुधारणा या सारख्या बाबींवर खर्च केले असते तर जास्त बरे झाले असते. पोलीस मिलिटरी आणि मोठमोठे सेक्रेटरीज् (Secretaries) यावर फार केला जाणार आहे. जनतेच्या मूलभूत गरजा जर तुम्ही भागविल्या नाहीत तर पोलीसवर कितीही खर्च केला, जनतेच्या छातीवर कितीही गोळ्या झाडल्या तरी, शांतता प्रस्थापित होणार नाही. तुम्ही जनतेचे प्रश्न सोडविले पाहिजेत, मोठमोठी धरणे बांधली पाहिजेत, त्या शिवाय तुम्ही विरोधी-पक्षांचे तोंड बंद करू शकणार नाहीत. लोकोपयोगी कार्य हाती घ्या तसे जर केले नाही तर जनता सुखी होणार नाही पोलीसवर, मिलिटरीवर, जमीनदारांवर, जागीरदारांवर आणि निजामावर जास्तीतजास्त रक्कम खर्च केल्याने आजचे वजेट जनतेचे वजेट होणार नाही.

मी ज्या जनहिताच्या गोष्टींचा वर उल्लेख केला त्याकडे जर सरकारने खरोखर लक्ष दिले त्या गोष्टी हाती घेतल्या तर खरोखर जनतेचे कल्याण होईल. या कडे सरकार यापुढे तरी लक्ष देईल अशी आशा करून मी आपले भाषण संपवतो.

श्री. रतनलाल कोठेचा (पाटोदा) :-असि साल के बजट पर अपोजिशन के लोगों की अब तक तकरीबन् तीन चार तकरीरें हुईं। उनको सुनने के बाद मुझे असा मालूम हुआ कि तमाम स्पीचेस पोलिटिकल स्पीचेस थीं। कोअी बजट की स्पीचेस थीं, असा तो मालूम नहीं हुआ। मुझे असा मालूम हो रहा था कि मैं कहीं कामगार मैदान मे तो नहीं हूँ। हमारे देहात के किसी कार्यकर्ता की तहा भाषण कर रहे हैं या मजदूरों के सामने कोअी बोल रहा है, असा ही मालूम होता था। वही पुरानी बातें बार बार दुहराअी गयीं। जैसे मराठी मे कहावत है (शिळ्या कढीला अत आणणे) कि बासी कढी को अगर फिर मे जुवाला जाय तो वह कुछ अच्छी नहीं लगती। अुसी तरह से वही जागीरशाही, निजाम-शाही और साहोकारशाही बजट की बातें फिर से सुनाअी गयी। हमारे दोस्तों के दिमागों से अब तक जागीरदार और जमींदार नहीं गये हैं जब कि असि सेशन मे लेंड रिफार्म्स का बिल आया हुआ है।

شری وی۔ ڈی۔ دیشبانڈے :- اس بجٹ میں سے تو زمیندار اور جاگیردار جانے دیجئے - بعد میں دیکھا جائیگا ۔

श्री. रतनलाल कोठेचा :- बजट मे कहां जागीरदार और जमींदार हैं ?

شری وی۔ ڈی۔ دیشبانڈے :- آدھا کروڑ روپیے جو نظام صاحب کو دئے جارہے ہیں اور دو کروڑ روپیہ جو جاگیرداران کو دئے جارہے ہیں ان کو یاد کیوں نہیں کیا جاتا ؟

श्री. रतनलाल कोटेचा :—मैं यह कह रहा था कि आखिर उनकी स्व-पॉलिटिकल मूवमेंट नहीं है। मैं देखता हूँ कि पार्लिमेन्ट में हमारे कम्युनिष्ट दोस्त जब बजट पर स्पीच देते हैं वहाँ पर भी पॉलिटिकल स्पीचेस होती हैं। कभी बजट का अध्ययन करके वे नहीं बोलेंगे। लेकिन अंक प्रॉपोजेक्शन करने के लिहाज से वे बाहर या हाउस में इस तरहसे हमेशा बोलें करेंगे। हमको कन्स्टीट्यूशनल तरीके से सोचना चाहिये। लेकिन अंस दृष्टीसे बहुत कम सजेशन्स (Suggestions) हमारे मायने आये हैं। यह हमारा स्टेट बजट है। हमारे स्टेट के कुछ लिमिटेशन्स हैं। कान्स्टीट्यूशन आफ इंडिया के लिहाज से कुछ रेवीन्यू के आर्बीट्ररी डिवीज (divide) किये गये हैं। कुछ आर्बीट्ररी सेटर को गये हैं और कुछ स्टेट्स को गये हैं। स्टेट को बहुत कम आर्बीट्ररी मिले हम सब को किसी दृष्टी से बजट की तरफ देखना चाहिये। जो अच्छे अच्छे अिनकम के आर्बीट्ररी हैं उनमें से तकरावन बहुत से सेटर को गये हैं और जो कम रेवीन्यू के आर्बीट्ररी हैं वे स्टेट को मिले हैं। साथ साथ जो बहुत से काम करने के हैं वे स्टेट के जुम्मे हैं और डीफेन्स वगैरह ऐसी जो चीजें हैं वे सेटर को गयी हैं। ये सारी लिमिटेशन्स हैं जिनकी तरफ हमको देखना चाहिये और अंस नुकतेनजर से हमको इस बजट पर आलोचना करनी चाहिये। दूसरे लिमिटेशन्स जो स्टेट के संबंध में मालूम होते हैं उनमें से अंक यह है कि हिंदुस्तान को जो आजादी मिली वह तलवार से नहीं मिली है, वह शांतता से मिली है। हैद्राबाद में पोलिस ऑक्शन होने के बाद सच्ची आजादी मिली। लेकिन हैद्राबाद इंडियन यूनियन (Indian Union) का अंक हिस्सा होने की वजह से हमको सारे काम शांतता से करने पड़ते हैं और इसलिये हम देखते हैं कि निजाम को और जागीरदारों को कुछ देना पड़ता है। हमारे दोस्त कहते हैं कि जागीरदारों को खतम करो और इस निजाम को खतम करो। ऐसा कहना तो आसान है। लेकिन जब अंग्रेज यहाँ से चले गये और जब अन्होंने राजा महाराजों के हाथ में कुछ अंश तक सत्ता सौंप दी अंस वक्त हमारे सरदार वल्लभ भाषी पटेल ने बहुत होशियारी के साथ अंसको कुछ प्रलोभन और सम्मान देकर अंसके राज खारीज किये। अन्होंने वजह से आज हमें हिंदुस्तान में शांतता दिखायी पड़ती है। और इसीकी वजह से राजा महाराजाओं को हमें माविजा या प्रीवी पर्संस देना पड़ता है। निजाम के साथ, इसी सिलसेले में हमारा अंक तरह से कान्ट्रैक्ट हुआ है और अंसको कुछ न कुछ अंश में हमको मानना चाहिये। और हम अंसको मानेंगे। पांच दस साल में इस परिस्थिति में भी सुधार होगा। इसी तरह से जागीरदारों का सवाल है। कान्स्टीट्यूशन की लिमिटेशन्स हैं और हमको शांतता से काम करना चाहिये और सारे हिंदुस्तान की तरफ देख कर हमें हर चीज पर सोचना चाहिये। अगर जागीरदारों को माविजा नहीं दिया जाता तो वह अन-कान्स्टीट्यूशनल (Unconstitutional) हो जाता। जागीरदारी अबालिशनका नतीजा राजस्तान, मध्यभारत और सौराष्ट्र में क्या हुआ ? भूपत जैसे डाकुओं को जागीरदारों ने मदद दी और वहाँ पर अन्होंने अपनी ताकत पर अंक तरह की अनारकी (Anarchy) निर्माण की। आप ऐसा न समझें कि अंसकी ताकत कम है। यहाँ पर अंसकी ताकत कम होगी। लेकिन यह तो मानना पड़ेगा कि अंसकी कुछ न कुछ ताकत अवश्य है। राजस्तान की असेंबली में जागीरदार लोग कितने चुनकर आये हैं इसको आप देखिये। क्या अंसमें ताकत नहीं है ? इस मिसाल से हमें सबक लेना चाहिये। तो जिन सारी बातों के लिमिटेशन्स के साथ हमें इस बजट पर सोचना चाहिये। हमारे इस बजट के कुछ मेन फीचर्स (Main features) हैं। गय साल जब हमारे फाइनान्स मिनिस्टर साहब ने बजट पेश किया था तब तकरीबन् देढ़ करोड़ का घाटा था। लेकिन हम इस बार देखते हैं कि यह घाटा बहुत कुछ कम हो गया है। रेवीन्यू बढ़ रहा है और अक्सपेंडीचर कम हो रहा है।

यह जो घाटा कम हुआ है उसकी वजह यह थी कि बीच में फाइनान्स कमीशन यहां आया था और हमारे मिनिस्टर साहब ने उनसे दरखास्त की थी और मैं फाइनान्स कमीशन का शुक्रिया अदा करना चाहता हूं कि उन्होंने हैद्राबाद स्टेट को अंक बहुत बड़ी रकम देना स्वीकार किया। उन्होंने तकरीबन तीन साठेतीन करोड़ रुपये दिये। जिसकी वजह से हम बहुत सी बातें कर सके। यह जिस बजट का अंक मेन फीचर है।

दूसरा जो इस बजट का मेन फीचर है उसके लिये भी मैं फाइनान्स मिनिस्टर को बधाई देना चाहता हूँ कि इसमें नये टेक्सेस नहीं हैं। पेट्रोल पर जो टेक्स पहले हाली में लिया जाता था वह अब कलदार में लिया जावेगा अतनी ही बात है। लेकिन कोई नया टेक्स नहीं आयद किया जा रहा है। धीमी आवाज में प्रतिपक्ष के चंद माननीय सदस्यों ने कहा की शुगरकेन पर टेक्स है।

तीसरी बात वह है जिसके बारे में हमारे दोस्तों की और से बहुत सा अंतराज किया गया कि पोलिस पर बहुत खर्च हो रहा है। वह तो हमारे कुछ दोस्तों की अट्टीट्यूड (Attitude) की वजह से हो रहा है। हम तो चाहते हैं कि पोलिस पर कम से कम खर्च किया जाय। क्या कांग्रेसवाले चाहते हैं कि जनता का पैसा पोलिस पर ही ज्यादा खर्च हो? लेकिन क्या करें यहां की हालत ही ऐसी है। वास्तव में हमारे फाइनान्स मिनिस्टर साहब ने इस में भी कमी कर दी है। सन १९५१-५२ में पांच करोड़ रुपये पोलिस पर खर्च किये जाते थे। जिसको अब तीन करोड़ तक लाया गया है। जिससे भी कम खर्च हम करना चाहते हैं। लेकिन उसकी जिम्मेदारी हमारे दोस्तों पर है। बीच में हमारे दोस्तों ने मुल्की मूवमेंट चलायी।

ایک آریبل ممبر :- غلط ہے -

श्री. रतनलाल कोटेचा :- वे कहते हैं स्टूडेंट्स मूवमेंट। हमारे दोस्त कोजी चीज तो अमन से करना ही नहीं चाहते। वे चाहते हैं कि किसी भी तरह से क्यों न हो अन्तसार पैदा हो। उन्होंने यहां की जनता में कुछ खूद भाव पैदा किया 'मद्रासीज गो बैंक' 'अमुक गो बैंक' और तमुक गो बैंक' मैं अपन दोस्तों से पूछना चाहता हूं जिन्होंने इस तरह की बातें यहां क्यों फैलाईं?।

شری وی۔ ڈی۔ ڈیٹپانڈے :- ان سے پوچھئے جو آپ کے پاس بیٹھے ہیں۔ انہوں نے یہ باتیں پھیلائی ہیں۔

श्री. रतनलाल कोटेचा :- आप मद्रासीसे कहते हैं कि मद्रासीज गो बैंक। आखिर मैं ज़िप्पागुडे के आनरेबल मॅबर से पूछना चाहता हूं की आपका कौनसा मुल्क है और आप भी यहां कहां से आये हैं? आप महाराष्ट्र के होकर आंध्र में कैसे चुनकर आये और आंध्र के नेता कैसे बने? क्या आंध्र में आपसे बढकर कोई बुद्धिमान नहीं है? यह सब क्या है।

شری وی۔ ڈی۔ ڈیٹپانڈے :- آپ کہاں سے آئے ہیں؟

श्री. रतनलाल कोटेचा :- मैं पाटोदा से आया हूं क्या आप नहीं जानते?

Mr. Deputy Speaker: No discussion, Please.

श्री रतनलाल कोटेचा :—आप सब बातें कम्यूनल चीजों पर लाना चाहते हैं। अन्तर्गत अर्थ (Aim) ही है कि हिंदुस्तान में किसी तरह में अनाकी निर्माण की जाय अर्थात् अर्थ की भी चीज चलती है अन्तर्गत अर्थ अर्थ और मीन (Aims and means) का कोई मन्त्रा नहीं है। लेकिन हमको तो अर्थ और मीन महात्मा गांधी ने सिखाये हैं।

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - انکوائری کمیٹی کی رپورٹ کو سمجھ کر - آکو سعود ہوگا کہ کون اس میسج کے ذمہ دار ہے - آنکے بازو میں جو آئریل میمبرس ہیں عین وی اس کے ذمہ دار ہیں -

श्री. रतनलाल कोटेचा :—जिस बजट में यह भी बात है कि नेशन बिन्डींग डिपार्टमेंट पर काफी खर्च होता है और वह बढ़ता जा रहा है। जिसमें हमारी गवर्नमेंट पीछे नहीं रही है। अजुकेशन, मेडीकल, सिविल वर्क्स पर जो खर्च होता है उसका परसेंटेज बढ़ता चला जा रहा है। साथ ही साथ जो क्यापिटल अक्सपेंडीचर है वह भी जिस साल बहुत बढ़ गया है। वह तकरीबन ७ करोड़ जिस साल होनेवाला है।

जिसके बाद जिस बजट के बारे में मैं भी कुछ सजेसन्स देना चाहता हूँ। मैं डिस्ट्रक्टिव सजेसन्स (Destructive Suggestions) देने वाला आदमी नहीं हूँ। कन्स्ट्रक्टिव सजेसन्स देनेवाला हूँ। हमारा सेल्स टैक्स का आजीटम एक महत्व का आजीटम है जिस पर हमको सब से ज़ियादा दारो मदार रखनी चाहिये। लैंड रेवीन्यू या और किसी टैक्स को हम अब ज़ियादा नहीं बढ़ा सकते। सेल्स टैक्स को ही बढ़ाकर हम अपनी आमदनी बढ़ा सकते हैं। आप देखेंगे कि बंबई की करीब सेल्स टैक्स की आमदनी १७-१८ करोड़ अंकी है। मैं मानता हूँ कि वहाँ चूकी व्यापार भी बहुत बढ़ा है, इसलिये अिनकम भी ज़ियादा है। लेकिन मुझे दुःख मालूम होता है कि गये साल डेढ़ करोड़ के अेस्टीमेट्स होते हुअे भी जिस साल अितनी कम आमदनी जिसमें क्यों हुअी ? मैं मानता हूँ कि सेल्स टैक्स गरीबों पर पडने वाला नहीं है। वह पडनेवाला है बडे बडे लोगों पर। हमारे दोस्त तो कुछ नहीं कहेंगे क्यों कि वे अब व्यापारियों और सभी के दोस्त बन गये हैं। सेल्स टैक्स डिपार्टमेंट के लोगों में मुझे कुछ अिन-अेफीशियन्सी (Inefficiency) मालूम होती है। जिस डिपार्टमेंट का अिनकम अेस्टीमेट से क्यों कम हो रहा है ? गोरवाला कमेटी ने तो कहा है कि जिस मद से पांच करोड़ से भी ज़ियादा आय होनी चाहिये लेकिन आय तो कम होती जा रही है यह डिपार्टमेंट की अिनअेफीशियन्सी का परिणाम है। जिस डिपार्टमेंट में अगर अिनअेफीशियंट लोग हैं तो अुनको निकाल दिया जाना चाहिये मुझे मालूम हुआ है कि कस्टमर के कुछ लोग जिसमें लिये गये हैं। वे लोग अेफीशियन्ट हैं या नहीं यह देखना चाहिये क्योंकि मुझे मालूम हुआ है कि वे अकाउंट्स वगैरा नहीं जानते और चंद व्यापारियों के दोस्त बने हैं। हमारे दोस्त ने कहा कि हमारे यहाँ का व्यापार ही घट गया है। अैसी बात नहीं है। बाज व्यापारी गवर्नमेंट को फसाते हैं और सेल्स टैक्स के अफसर अुनसे मिल कर अैसी चीज करते हैं।

दूसरी बात यह है कि अेग्रीकल्चर अिनकम टैक्स जैसा कि हमारे दोस्त ने कहा बहुत ही कम है यह करीब दस लाख है। आज जमींदार बहुत काफी है।

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - آپ ہمیں درست کیسے کہہ رہے ہیں ؟

श्री रतनलाल कोटेचा :—मैं तो आपको दोस्त ही समझता हूँ। मैं दुश्मन नहीं समझता।

अप्रीकलचर अतिन्यम टैकम वसूल करने के लिये गवर्नमेंट ने जो मशीनरी क्रियेट (Create) की है वह वाजे नहीं है। वह काम तहसीलदार और दूसरे लोगो को सोप दिया है। तहसीलदारों के पास दूसरे बहुत से काम होने की वजह से जमींदार लोग अस टैक्स को अवेड कर सकते हैं। मैं विनती करूंगा कि गवर्नमेंट को अस आयटेम को भी ठिक तरहसे टचाप (Tap) करना चाहिये और अपना अतिन्यम बढ़ाना चाहिये।

दूसरी चीज मैं यह देखता हूँ कि बस डिपार्टमेंट ने घाटा किया है। वास्तव मे बस के बारे मे गवर्नमेंट की पूरे स्टेट मे मोतापली है। हमारे नजदीक ही बबखी स्टेट है अतुनकी भी अपने स्टेट मे बस की मोतापली है लेकिन अतुनकी अतिन्यम हर साल बढ़ती चली जा रही है अतुनकी अमीनिटीज (Amenities) भी बढ़ती चली जा रही है। लेकिन हमारे यहां घाटा होता जा रहा है। यहां बसेस भी नहीं है और पैसा भी नहीं है। मिनिस्टर साहब ने यह भी कहा था कि हम स्टेट कोपो-रेशन कायम करनेवाले हैं वह भी अब तक नहीं हुवा है। हमारे यहां बसेस से घाटा हो रहा है। मैं देखता हूँ कि यहां के कंडक्टर्स पर कोअी चेक नहीं है। अस वजह से २५ से ४० परसेंट तक अतिन्यम अतुन्ही के हिसेमे जाता है। असके अलावा और कअी रिसोर्सेस (Resources) ह जिनको गवर्नमेंट अपने हाथ मे लेकर अपना अतुत्पन्न बढ़ा सकती है। और अपने विभिन्न सोर्सेस को टचाप कर के अपना अतिन्यम बढ़ाना चाहिये।

मैं जागीरदार और जमींदार की वही पुरानी बात नहीं करना चाहता। मैं देखता हूँ कि अस बजट मे जियादा पैसा देहातों के लिये नहीं खर्च किया जानेवाला है। हैद्राबाद, सिकंदराबाद जैसे शहरों मे रहनेवाले लोगों के लिये ही जियादा पैसा खर्च किया गया है। हैद्राबाद शहर मे अतिन्यम दवाखाने हैं, सरोजिनी हास्पिटल, अस्मानिया हास्पिटल हैं, लेकिन देहातों मे कुछ भी नहीं है। गवर्नमेंट को जियादातर पैसा देनेवाले तो देहात के लोग ही हैं। असलिये मैं फाजीनान्स मिनिस्टर साहब से विनती करूंगा कि यह सारा अतिन्यम देहातों के लिये खर्च किया जाना चाहिये। शहरवासी लोग हमारे देहातों को चूसकर यहां पैसा लाते हैं। अगर आप बेलफेअर स्टेट को मानते हैं तो हास्पिटलस और स्कूलस अब देहातों मे खोले जाने चाहिये। यहां के लोग हाइस्कूल और कालेजेस के बारे मे यहां की गवर्नमेंट के पास रिप्रेजेटेशन्स करते हैं और देहातों के लोग जैसे की वैसे ही रह जाते हैं। शहरी लोगों के लिये गवर्नमेंट कितना खर्च करती है ? युनिवर्सिटी के लिये ५० लाख रुपया गवर्नमेंट देती है। देहातों मे प्राइमरी स्कूल हैं। लेकिन वे अतिन्ये प्रमाण मे नहीं बढ़ रहे। यहां की युनिवर्सिटी मे देहाती लोगों को कोअी फेसीलिटीज नहीं हैं। बैंकवर्ड क्लासेस के लिये कोअी फेसीलिटीज नहीं हैं। बंबखी स्टेट मे आप देखेंगे कि वहां घोबी और बंजारी जाति के लोगों के लिये वहां की युनिवर्सिटी हायस्कूल और हास्टेल मे काफी फेसीलिटीज होती है। लेकिन यहां पर अैसी कोअी फेसीलिटीज नहीं है। मैं ने सुना है की सेंट्रल गवर्नमेंट की तरफ से अस संबंध मे अंक लिस्ट तैयार होनेवाली है काकासाहेब कालेलकर असके लिये यहां आयेंगे सारी जानकारी प्राप्त करेंगे और बाद मे दो चार साल के बाद निर्णय होगा कि बैंकवर्ड क्लासेस कौनसी है, क्या अजीब बात है ?

जैसा की हमारे दोस्त ने कहा मराठवाडे मे पानी का अतिन्यजाम किया जाना चाहिये। असके लिये कोअी प्राबीजन किया जाना चाहिये। बॉडिंग के बारे मे भी मैं दो तीन साल से चिल्ला रहा हूँ

لےکین ہکومت کی طرفسے کوآی اسی جانیر کوآی خیرال نہی کیا جا رہا ہے۔ وڈنگ کے بارے میں وڈ جیلھے کو ۵۰ ہزار رپے ملے ہے۔ لےکین ڈیپارٹمنٹ کے لوگ اومکو اےک جگہ سے دوسری جگہ ہجرتے رہتے ہیں۔ اسیکے لیے کوء پرابیون ہونا چاہیے۔ اسی وڈنگ کی مشینری کا ایتجام نہی ہے۔ اسی کام کو تےجی سے چلانا چاہیے۔ مرارٹواڈے میں ماہینر ائیریریشن (Minor irrigation) نہی ہے۔ ہم وڈ کے کونرس اےم اےل۔ اےن۔ نے اسی دیر کیااا اور ۳-۴ میڈیم پراجیکٹس سناے تے۔ لےکین کہ جاتا ہے کی (Investigations are being made) کیتنے سال آپ اینویسٹیریشن میں لگے؟ اسیمے مرارٹواڈے میں اسٹاپ وڈ رہا ہے۔ میں کہنا چاہتا ہوں کی جلد اسیکا ایتجام ہونا چاہیے۔

میں یلھ بھی دیکھ رہا ہوں کی ہمارا اڈمینسٹریشن پرتی دین ٹاپ ہوی (Top-heavy) ہوتا جا رہا ہے۔ اسیکے سبب میں مہوروالا کمہی نے ریکمڈنڈیشن دیے ہیں۔ کوء ریکمڈنڈیشن (Recommendations) کیری اباڈ دئے ہیں اور کوء نہیں دئے ہیں۔ جہاں ٹاپ-ہوی اڈمینسٹریشن ہو رہا ہے اوسکو کم کرنا چاہیے۔ (Bell was rung) میں اےک مینٹ میں اپنا باطن سماء کرنےوالا ہوں۔ میں یلھ بھی بتانا چاہتا ہوں کی دہات کے لوگ اےکسپورٹ ڈیوٹی کے خیراف ہیں۔ میں وینتی کھنگا کی اوسکو ختم کیا جانا چاہیے۔ اوسکی بجای سٹس ڈیکس کی راکم کو بڈانا چاہیے۔

شری اے۔ راج ریڈی (سلطان آباد)۔ مسٹر اسیکرسر۔ اس موازنہ میں ایک بالعمم مباحث میں حصہ لیتے ہوئے مختلف مقرین نے اے خیالات کا اظہار کیا۔ میں اس موازنہ کے اس جزو سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرونگا جس کا تعلق پنج سالہ منصوبہ سے ہے۔ پنج سالہ پلان کا یہ تیسرا سال ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے پنج سالہ منصوبہ کے پہلے دو سال تک تو پلان بنتا ہی رہا۔ وہ دو سال تو گزر بھی گئے۔ کسی ملک کے من (Men) میٹریل (Material) اور منی (Money) کو مکمل اکسپلائٹ (Exploit) کر کے عوام کو زیادہ سے زیادہ استفادہ پہنچانے کے لئے اس قسم کے منصوبے وقتاً فوقتاً حسب ضروریات بنائے جاتے ہیں یہ معلوم کر کے کہ دنیا کے دوسرے ملک بے منصوبے تیار کئے ہیں، اون کی دیکھا دیکھی یہاں بھی ایک منصوبہ بنانے کی کونشن کی گئی۔ جیسا کہ نقشہ سے واضح ہے لائق علی منسٹری کے زمانے میں کچھ پراجیکٹس جاری کئے گئے تھے۔ ہمارے معاروں نے ان ہی پراجیکٹوں کو اس منصوبہ میں داخل کر کے اس کو پنج سالہ منصوبہ کا نام دیا۔ یہی دراصل پنج سالہ منصوبہ ہے۔ لیکن اس کو دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ دراصل یہ ایک کوآرڈینیٹڈ پرائیوی پلان فلر پراجیکٹس)

(ہے۔ ورنہ یہ کوئی منصوبہ نہیں

ہے۔ اس منصوبہ کے سلسلہ میں ہم کو تین چیزیں دیکھنی ہیں۔ اول تو یہ کہ عوام جو اس منصوبہ کو پورا کرنے والے ہیں اور جن کی نفسیات پر منصوبہ کا دار و مدار ہے ان کے لئے ہمارے معاروں نے کیا سوچا ہے؟ کیا تعین کیا ہے؟ یہ بھی دیکھنا ہے کہ گزشتہ دو سالوں میں جب سے کہ یہ منصوبہ بنتا رہا ہے ہندوستان، دیگر ریاستوں اور ہماری ریاست حیدرآباد کے فینانشیل حالات کا کیا بیک گراؤنڈ (Back-ground) تھا۔ پولیس ایکشن کے بعد سے ہمارے موازنے چند مستقل اخراجات کے تحت ہمارے ریزرو

ختم ہوتے جارہے ہیں۔ بیلک ڈبٹ (Public debt) ہالہ کی طرح بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کے متعلق ہم کو سنجیدگی سے غور کرنا ہے۔ منصوبہ بنانے والوں نے ان فیکٹرس (Factors) کے متعلق کیا اندازہ کیا اور کیا وہ اندازہ یابی کی لکیر کی طرح تھا یا واقعی وہ قابل عمل تھا، اس کو بتانے کے لئے میں کچھ فیکٹس اینڈ فیگرس (Facts and figures) ہاؤس کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ حیدرآباد کے فنانس (Finances) کے متعلق میں نے ایک کتاب پڑھی ہے۔ اسکے آنر (Author) کا نام میں بھول رہا ہوں۔ گور والا کسٹی نے بھی ان کے ایک چپاٹر (Chapter) میں مذکور کیا جسے میں یہاں دہرانا چاہتا ہوں۔ گور والا کسٹی نے بتایا ہے کہ ہماری جو فینانسیل پوزیشن ہے، ہمارا جو بجٹ ہے اوسکی جو وضع ترکیبی ہے اور اوسکے جو شاہانہ خد و خال ہیں وہ آج کل کے نہیں بلکہ برسوں پہلے کے ہیں۔ سنہ ۱۸۴۹ء سے لیکر آج تک کوئی بنیادی تبدیلی اوسکی وضع ترکیبی میں نہیں ہوئی ہے۔ اوس میں کوئی فرق نہیں آیا۔ البتہ چند مدت میں تھوڑی بہت تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ ادھر کی کچھ رقم اودھر اور اودھر کی کچھ رقم ادھر کیجاتی رہی۔ اوس کی بنیادی ترکیب میں تو کوئی فرق نہیں آیا۔ راج پرمکھ کے اڈریس کے سلسلہ میں مقررین نے جو کچھ کہا اوسکی تائید کے لئے میں فیکٹس اینڈ فیگرس بتلانا چاہتا ہوں۔

سنہ ۱۸۴۹ء کا بجٹ اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہوگا ریسیٹ سائیڈ (Receipt side) میں ۲ کروڑ (۵۰) لاکھ روپیہ بتائے گئے ہیں۔ ایکسپنڈیچر (Expenditure) پر (۱) کروڑ ۸۰ لاکھ روپیہ اور ڈیفنس پر (۳۰) لاکھ روپیہ خرچ کئے گئے ڈیفنسٹ (۳۰) لاکھ، ڈبٹ ۶ کروڑ (۳۵) لاکھ اور انٹریسٹ (۷۰) لاکھ یہ سب سنہ ۱۸۴۹ء کے بجٹ کے فیگرس تھے۔ سنہ ۱۸۵۲ء میں ریسیٹ سائیڈ میں (۱) کروڑ (۶۰) لاکھ۔ ایکسپنڈیچر ایک کروڑ (۹۱) لاکھ۔ پریوی پرس (۲۵) لاکھ۔ دیوان کے لئے (۳) لاکھ۔ ٹرویس کے لئے (۸۱) لاکھ اور (۴۰) ہزار برٹش کنٹینجمنسی کے لئے۔ اس طرح ڈیفنسٹ (۳۱) لاکھ روپیہ۔ یہ میں اس لئے پڑھکر سنارہا ہوں تاکہ ہاؤس کو معلوم ہو جائے کہ موجودہ بجٹ کے بھی ویسے ہی شاہانہ خد و خال ہیں اور اس میں بھی وہی جاگیری اخراجات ہیں جو ایک زمانہ میں ایسے رہا کرتے تھے۔ آج کے عوام کی حکومت کے دور میں ایسی چیزیں ایک منٹ کے لئے بھی باقی نہیں رہنی چاہئیں۔ ہمارے جو سلوگنس ہیں اور ہمارے جو اصول ہیں ان کی موجودگی میں ان چیزوں کا رہنا بے کار اور فضول ہے۔ کسی چیزوں کی حد تک سمجھوتا ہو سکتا ہے۔ لیکن اصول کے ساتھ سمجھوتا نہیں ہو سکتا۔ اس کے ساتھ سمجھوتہ کے معنے یہ ہونگے کہ ہم پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ سنہ ۱۹۳۷ء میں (۵۰) لاکھ کا پریوی پرس دیا گیا۔ منصب، کیاش گرانٹس، ملٹری، پولیس یہ ساری چیزیں اس میں شامل ہیں۔ اس زمانہ کی طرف میں ہاؤس کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں جبکہ سروس پر خرچ کرنے کے باوجود حکومت نواب جاگیر دار اور پریویلیجڈ کلاس کی عیش و عشرت کے لئے کافی رقم

محفوظ رکھتی تھی۔ وہ زمانہ اس خیال سے اچھا تھا کہ جو کچھ آنا تھا اوس میں سے عوام کے لئے کچھ خرچ نہیں کیا جاتا تھا بلکہ بچا لیا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے کہ جنگ کے زمانہ میں ریزروس بنانے کا موقع ملا۔ جنگ کے سے پہلے ہمارے (۷) کروڑ کے ریزروس تھے۔ جنگ کے بعد سنہ ۱۹۴۷ء تک (۶۸) کروڑ (۳۴) لاکھ کے ریزروس ہو گئے۔ یہ اوس وقت جب کہ پبلک ڈبٹ (۲۸) کروڑ (۱۵) لاکھ تھا۔ نہ گونا عین جنگ کے بعد کا ہمارا موازنہ رہا۔ سنہ ۱۹۵۸ء میں بولس ایکسن کے بعد کھ حالات کے منہجہ کے طور پر موازنہ کی سکل تبدیل ہوئی۔ اس دوران میں (۲۱) کروڑ روپہ ریزروس میں سے ختم ہو گئے۔ اسی وجہ سے اوس زمانہ میں نظام صاحب سے (۱۸) کروڑ (۸۵) لاکھ روپہ کا قرضہ لیا گیا۔ اور (۱۲) کروڑ (۵۰) لاکھ کا انٹرسٹ دیا گیا۔ ہم کو حوالانہ انٹرسٹ دینا پڑتا ہے وہ ایک کروڑ سے زیادہ ہے۔ قرضہ اور سنگنگ فنڈ (Sinking fund) کے تحت (۳) کروڑ روپہ کے قریب دئے جاتے ہیں۔ اس طرح بجٹ پر یہ مسلسل اثرات پڑتے ہیں۔ اس کے بعد میں پچھلے دو سالوں میں جو پلان بنا اوس کے متعلق کہوں گا۔ یہ پلان بنانے والوں نے بجٹ کی یہ صورت پیش نظر رکھتے ہوئے آخر کیا اندازہ کیا؟ کیا سوچا؟ کس بھروسہ پر یہ پلان بنایا گیا، میں تو اسے سمجھ نہ سکا۔ پچھلے دنوں میں سب ونشن (Subvention) کے لئے لڑائی لڑی گئی اور اس کے متعلق ہاؤس کے دونوں جانب سے کافی زور لگایا گیا۔ اوس کے نتیجہ کے طور پر (۵۳-۵۲) میں (۳۴۲) لاکھ اور اس مرتبہ (۳۳۰) لاکھ روپے ملے، جسکی وجہ سے ہمارے بجٹ میں کچھ توازن رہا۔ ورنہ اس بجٹ کی شکل ہی بگڑ جاتی۔ اگر وہ رقم نہ آتی تو ہمارے بجٹ کی صورت کیا ہوتی؟ اور کس طرح اوسکی تکمیل کی جاسکتی معلوم ہوتا؟ اس رقم کو ملا کر اس کو پیش کیا گیا ورنہ فائوایر پلان ہرگز چل نہ سکتا پچھلے دو سالوں اوسکو چلانے کا جو ارادہ کیا گیا اور وہ کہاں تک پورا ہوا فیکٹس اینڈ فیگرس (Facts and figures) سے معلوم ہو سکتا ہے اس سے اس کا بھی اندازہ ہو جائیگا کہ بغیر اس رقم کے یہ پلان ممکن العمل تھا یا نہیں۔

اب میں ریونیو بجٹ کو لونگا۔ کیپٹل اوٹلے (Capital outlay) کے بارے میں بعد میں کہوں گا۔ ریونیو بجٹ میں ریسیٹ سائیڈ پر (۲۸) کروڑ (۸) لاکھ روپے بتائے گئے ہیں اور ایکسپنڈیچر (۲۸) کروڑ اور کچھ لاکھ بتائے گئے ہیں۔ ڈیفیسٹ (۲۰) لاکھ روپے بتائے گئے ہیں۔ اس میں نیشن بلڈنگ (Nation Building) کام کے لئے جو خرچہ بتایا گیا ہے وہ (۳۹) فیصد ہے اس وقت جو ریزروس بتلائے گئے ہیں وہ (۷) کروڑ ہیں۔ کیاش (۱۲) کروڑ (۳۵) لاکھ۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ہمارا پبلک ڈبٹ (Public debt) کیا ہے۔ یہ (۵۳) کروڑ روپہ۔ کیا پبل انوسٹمنٹ (Capital Investment) جو اس سال بتایا گیا ہے وہ (۶) کروڑ (۸۷) لاکھ ہے۔ یہ گویا ہمارے سامنے ہمارے فینانس کا ایک پکچر (

(Picture) ہے۔ ہمیں ٹانالائز (Analyse) کر کے دیکھنا ہوگا کہ ہمارے فائوایر بلان کے لئے جو کیا پائل انوسٹمنٹ ہے اس کے لئے کس قدر رقم اس سال یا دوسرے سالوں میں مل سکتی ہے۔ اس چیز کے کئی پہلو ہیں اور میں اس ایوان کے سامنے ہر پہلو کو پیش کرونگا۔ پورا اکسپنڈیچر جو ریونیو بجٹ کے سلسلہ میں بتلایا گیا ہے وہ (۲۸) کروڑ روپے ہیں۔ جو اخراجات ہم کو مستقل طور پر ہر سال کرنے پڑتے ہیں اون کی فہرست ہاؤس کے سامنے پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں۔ سالانہ ادائی قرضہ کے تحت جو ہم کو دینا پڑتا ہے وہ (۲) کروڑ (۹) لاکھ (۱۴) ہزار روپیہ ہیں۔ یہ مستقل آئٹم ہے جو قرضوں کے ادائی کے تحت ہم کو دینا پڑتا ہے۔ جس طرح ہماری مرکزی حکومت مسلسل باہر سے قرضے لے رہی ہے اسی رفتار سے ہم بھی سنٹر سے لے رہے ہیں۔ اس کا بار ہم پر پڑ رہا ہے۔ اس کو ہمیں سالانہ بجٹ سے نکال دینا پڑے گا۔ اس کے علاوہ (۲) کروڑ (۹) لاکھ (۱۴) ہزار روپیوں کا سود بھی ہم کو دینا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ (۱) کروڑ (۱۳) لاکھ (۱۵) ہزار کا سالانہ سود بھی دینا پڑتا ہے۔ اب میں پولیس کے مد پر کتنا خرچ کیا جا رہا ہے وہ بھی ہاؤس کو بتا دیتا ہوں۔ باہر کے ہٹالینس جانے کے بعد جو بجٹ اس کا ہوگا وہ (۳) کروڑ (۳۸) لاکھ (۵۰) ہزار کا ہوگا۔ اس میں بھی آئندہ سال اخراجات کا کیا حال ہوگا معلوم نہیں۔ اس کے بعد کیش گرانٹس ہیں۔ سال گزشتہ کہا گیا کہ ساڑھے سات لاکھ کے قریب کم کیا گیا۔ باقی تقریباً (۲۵) لاکھ روپیہ ویسے کے ویسے ہی ہیں۔ جس کا سالانہ بار ہم پر ہو رہا ہے۔ سوپر اینیویشن (Super-annuation) کے نام پر بھی ہمارے بجٹ پر (۲) کروڑ (۲۱) لاکھ کا سالانہ بار پڑ رہا ہے۔ اس کے بعد (۵) سیلینس آئٹمز (Miscellaneous Items) ہیں۔ اس کے تحت (۴۲) لاکھ (۸۶) ہزار روپیہ راج ہرمکھ کو اور (۱) کروڑ (۲۱) لاکھ (۷۱) ہزار روپیہ جاگیرداروں کا معاوضہ۔ یہ سب ملا کر (۱۱) کروڑ (۵۰) لاکھ کا مستقل بار ہم پر ہے۔ اگر ہم اس بجٹ سے ان سب رقوم کو نکال دیں تو (۱۶) کروڑ (۷۱) لاکھ روپیہ رہ جاتے ہیں۔ ہمارے بجٹ نوٹ نمبر (۵۰) میں بتایا گیا ہے کہ پورے بجٹ میں سے (۱۴۵) لاکھ نیشن بلڈنگ کے لئے رکھے گئے ہیں۔ میں تو اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ یہ نیشن بلڈنگ کام ہیں۔ یہ معمولی چیزیں ہیں جن سے کوئی فائدہ ہونے والا نہیں ہے۔ ماضی میں جو ڈھانچہ رہا ہے اب بھی وہی ہے۔ یہ ایسا خرچہ ہے جس سے کسی کو فائدہ ہونے والا نہیں۔ میں اس کو کیا پائل انوسٹمنٹ میں شمار کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اس طرح سروس اکسپنڈیچر (Service Expenditure) ایک بہت بڑا پہاڑ ہے۔ سات آٹھ سکرٹریز ہیں جنکی تنخواہیں تین ہزار روپیہ ہیں۔ اس لحاظ سے سروس اکسپنڈیچر پر پندرہ کروڑ کے قریب خرچ ہونے کے بعد جو رقم باقی بچ جاتی ہے وہ دوسرے کاموں پر صرف کی جاتی ہے۔ بجٹ اسپج کے صفحہ (۶) پر اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ جو رقوم تعمیری کاموں پر صرف کی جائے والی ہیں وہ یہ ہیں۔

“The New Items of Expenditure for 1953-54 mainly consist of Rs. 9 lakhs for Land Census and other preliminary arrangements in connection with land reforms, Rs. 14 lakhs for possible losses on food administration, and Rs. 50 lakhs for development schemes under the Five-year Plan....”

اس میں ایسے مدات نہیں ہیں جو بباک کے فائدہ کے لئے ہوں۔ ۵۰ لاکھ کی گنجائش فائوایر پلان کے لئے رکھی گئی ہے۔ گذشتہ سال شاید (۷۰) لاکھ کی گنجائش مہیا کی گئی تھی۔ اس میں سے حسددر رقم صرف ہوسکی کی گئی باقی رقم شاید بولیس پر صرف کردیگئی۔ یہ ہے فینانسیل بیاگ گراؤنڈ (Financial Back ground) جسکو دیکھکر فائوایر پلان تیار کیا گیا ہے۔ وہ وہی پرانی چیزیں ہیں اور وہی پرانے اسکیمس ہیں جو پہلی حکومت کے پیش نظر تھے۔ عوام کی تعلیم اور دوسرے فیکٹرس (Factors) کے بارے میں کیا اندازے ہیں ظاہر نہیں کئے گئے ہیں۔ عوام کے نمائندوں نے ”لینڈ ٹو دی ٹار“ (Land to the tiller) وغیرہ کے جو نعرے لائے تھے ان نعروں میں سے ایک بھی بورا نہیں کیا گیا۔ آج عوام یہ سمجھنے کے پوزیشن میں نہیں ہیں کہ انکا کوئی مسئلہ حل کیا گیا ہے یا کیا جانے والا ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جسکو تسلیم کرنا ہی بڑیگا۔ ایسی صورت میں ہم کیسے سمجھ سکتے ہیں کہ فائوایر پلان کی عمل آوری کے لئے عوام کا تعاون حکومت کو حاصل ہوگا۔ یہ اوسى وقت ہوسکتا ہے جبکہ گورنمنٹ انڈسٹریل پیس (Industrial peace) پیدا کرے اور کسٹرکٹیو کرٹیسزم (Constructive Criticism) کو قبول کرے اگر آج کی حکومت اسکے لئے تیار ہو کر کچھ کام کرنا چاہے تو کرسکے گی۔ فائوایر پلان کے تعلق سے آپکو دیکھنا چاہئے کہ اوسکے کیا اثرات ہو رہے ہیں اور اوسکے کیا نتائج تکل رہے ہیں۔ کتنے ایسے لوگ ہیں جو جوش کے ساتھ بڑھکر تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں؟ جب یہ چیزیں مفقود ہوں تو پھر میں کہوں گا کہ کوئی پلان کامیاب نہیں ہوسکتا۔

دوسری چیز میٹیریل ریسورس آف دی کنٹری (Material Resources of the

Country) ہے۔ ملک کے ریسورس (Resources) سے مکمل فائدہ حاصل کیا جانا ضروری ہے۔ ہم جب پلاننگ کرتے ہیں تو وہ وہی پلاننگ ہوتی ہے جو جنگ سے پہلے کے منصوبے تھے اور جو چوکھٹے تھے انہیں کوجوہ کا توں برقرار رکھتے ہیں۔ یہ پلانس کس نوعیت کے ہیں انکے متعلق میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ طویل المیعاد نظام العمل کو کس طرح گھٹا کر پلاننگ کرنی چاہئے اور بنیادی طور پر کس طرح اکنامک کنڈیشن (Economic Condition) کو تبدیل کرنا چاہئے تاکہ نفع سود اور کرایہ ان تینوں چوروں کو ختم کیا جاسکے۔ ان چوروں کو اگر ختم کرنے کا ارادہ نہیں ہے بلکہ انکو کھلا چھوڑ کر ایسا نظام بنانا چاہتے ہیں جو نفع خور اور سرمایہ دار کے لئے مزید سہولتوں کا باعث ہو تو اور بات ہے۔ دوسری چیز یہ کہ مکسڈ اکنامی (Mixed economy) ہونی چاہئے۔ مکسڈ اکنامی اس پلان کی بنیاد ہونی چاہئے۔

ہمارے ہاں دبیش بھگت اور انکے کاؤنٹر پارٹ جو ہیں انکے لئے میدان چھوڑ دیا گیا ہے ۔ وہ بھی زمینداروں کے نعلی سے کنسالٹیڈ اکنامک ہولڈنگ (Consolidated economic Holding) کا نعرہ لگاتے ہیں ۔ سرمایہ داروں نے ہمیشہ اس قسم کی بلانگ کی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ بیروزگاری کم ہو جائے اور ہمارے منافع خوروں کا حیرخہ چلتا رہے ۔ اسمیں اور اوس میں کوئی بنیادی فرق نہیں ہے ۔ خام اشیا کی قیمتوں کے بارے میں آپ نے کیا سوچا ہے ؟ کیا آنکا کٹرول ان چیزوں پر رہیگا اس کا کوئی دعوی آج کی حکومت نے نہیں کیا کہ ان چیزوں کے بارے میں کب اور کس وقت مفید بلان کو عمل میں لایا جائیگا ۔ جو براجکٹس پہلے سے تیار کئے جارہے ہیں گویا ان ہی کو شامل کر کے ” فائیو ایر بلان “ کا نام دیا گیا ہے ۔ جو بلان رکھنا چاہئے وہ اسمیں نہیں ہے ۔ چنانچہ خود بجٹ کی اسپیش میں اسکا تذکرہ کیا گیا ہے اور اسکو تسلیم کیا گیا ہے ۔ بلان بنانے کے وقت یہ دیکھنا چاہئے کہ فینانشیل کنڈیشن (Financial Condition) کیسی ہے ڈبش (Debts) کیا ہیں اور رزروس (Reserves) کیا ہیں ۔

پاس ٹیکس کا کیا حال ہے ؟ ٹیکس کس حد تک ہونے چاہئیں ؟ موجودہ ٹیکس کو ادا کرنے کی صلاحیت عوام میں ہے یا نہیں یہ مسلّمہ بات ہے کہ یہاں کے عوام اور خصوصاً غریب عوام پر اسقدر ٹیکس کا بار ہے کہ وہ ادا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ۔ اس کے باوجود یہاں جو پلانسی بنائے جاتے ہیں وہ کچھ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ریونیو سے (۱۷۰) لاکھ بجائے جائینگے ۔ راج پر مکتھ سے (۶۹۰) لاکھ لئے جائینگے اور (۶۹۰) لاکھ قرض وصول کئے جائینگے اور سنٹر سے ایک کروڑ (۹۰) لاکھ لئے جائینگے ۔ وغیرہ ۔ آپ نے کبھی یہ بھی غور کیا کہ یہ سب رقومات آپ کو کیسے مل سکیں گی ۔ ممکن ہے سنٹر سے آپ کے اندازے کے مطابق رقم نہ مل سکے ۔ آخر آپ کے یہ اندازے کن حقائق پر مبنی ہیں ؟ کیا ان اندازوں کا حقائق سے مقابلہ کیا جاسکتا ہے ؟ اسکا ثبوت آپ چاہتے ہیں ۔ جس مقصد کو پیش نظر رکھ کر یہ پلان بنایا گیا ہے اوسکا نتیجہ یہ ہو رہا ہے ۔ راج پر مکتھ نے اپنے اڈریس میں کہا ہے کہ ۔

“The implementation of the Five-Year Plan has not proceeded according to schedule, mainly for financial reasons. It was estimated that out of 42 crores that were needed for the implementation of the five-year plan, this Government be able to finance to the extent of 32 crores and Central Assistance would be available to the tune of 10 crores. These estimates were based on the expectation that 6 crores would be raised by additional taxation and 6 crores by loans. Although these estimates are not likely to materialise...

جیسا کہ میں نے کہا دو سال گذر گئے اور جو کام ہونا چاہئے تھا وہ نہیں ہو سکا ۔

“during the period of the planning”.

“...a certain amount of expenditure inherent in the pre-plan development schemes has inevitably increased resulting in the diminution of resources which were expected to be available for the implementation of the Plan. It has, therefore, become necessary to approach the Government of India to increase the quota of central assistance by another 9 crores, during the remaining period of the Plan”.

یہ حنائی ہیں تو بھر آب ہی بتائے کہ آنکا یلان کسا ہے؟ عوام کو کیا اطمینان ہو سکا ہے؟ اسمیں نخصص کیا ہے؟ صرف اندازے قائم کرتے جائیں کہ یہاں سے اتنا آئیگا اور وہاں سے اتنا آئیگا۔ میں پوچھنا ہوں کہ کیا یہ چیز چاہیگی؟ معاشی نظام کو زبردست آگنی رنجیروں سے جکڑا جا رہا ہے۔ جب تک اس لوٹ کھسوٹ کو جو مضبوط بنیادوں پر قائم ہے اپنے طاقتور ہاتھوں سے کنٹرول نہیں کریں گے اوسوقت تک میری رائے میں کوئی پلان کامیاب نہیں ہو سکتا۔ حکومت حیدر آباد کو اب ایک سہارا گورنمنٹ آف انڈیا کا رہ گیا ہے۔ اسکے بارے میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ۔۔۔

Mr. G. S. Melkote : I request the Chair to give the hon. Member more time to speak, as he is making valuable suggestions.

شری اے۔ راج ریڈی - ایک چیز یہ بتائی گئی ہے کہ اکائیز ان دی اکسینڈیجر (Economies in the expenditure) کو حکومت نے ملحوظ رکھا ہے میں سمجھتا ہوں کہ منسٹر صاحب کے دباؤ کی بنا پر انہوں نے فی الحال تو کم رکھا ہے۔ لیکن بعد میں معلوم نہیں کتنے سپلیمنٹری ڈیمانڈس (Supplementary Demands) آئیں گے یا کونسی کونسی تدابیر اختیار کی جائیں گی جن کا ہمیں علم نہ ہو سکیگا۔

آخر میں ایک چیز میں یہ عرض کروں گا کہ اس پانچ سالہ منصوبہ میں جو پراجکٹس رکھے گئے ہیں وہ ختم ہونے والے نہیں ہیں۔ یہ فائو ایرس ختم ہو جائیں گے لیکن یہ پراجکٹس ختم ہونے والے نہیں ہیں۔ یہ پانچ سال ختم ہوجانے کے بعد بھی چلتے رہیں گے۔ یہ تاریخی حقیقت ہے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ فائو ایر پلان کے نقشے کو سامنے رکھ کر دیکھیں تو ایک چیز واضح ہوگی۔ وہ یہ کہ ساج کا جو اسٹرکچر ہے وہ سرمایہ داروں کے حوالہ ہو چکا ہے۔ ہمارے ہاں جو اجارہ دار ہیں جو بڑے بڑے دیشمکھ یا سرمایہ دار ہیں اور جو ہماری صنعتوں پر قابض ہوتے جا رہے ہیں وہ ہماری صنعتوں کو بڑھانے والے نہیں ہیں۔ صنعتیں سرمایہ داروں کے حوالہ کی جا رہی ہیں اور عوام گولی بارود کے حوالے ہو گئے ہیں۔ جو بیج رہی ہماری گورنمنٹ وہ بھی سنٹرل گورنمنٹ کے حوالہ ہو گئی ہے۔

اور سنٹرل گورنمنٹ ورلڈ بینک (World Bank) کے حوالہ ہو گئی ہے۔ وہاں سے غلہ منگوانا پڑتا ہے۔ اگر غلہ کا اسٹاک زیادہ ہو تو کنٹرول نکال دیا جاتا ہے۔ اور اگر غلہ نہ ہو اور وہاں سے قرض ماننے میں دیر ہو گئی توھر قسم کا کنٹرول لگایا جاتا ہے۔

اس طرح عوامی مسائل حل کئے جارہے ہیں اور عوام کو غلط فہمی میں رکھا جا رہا ہے ۔ افسوس کی بات ہے کہ اس طرح حقائق کا مقابلہ کیا جاتا ہے ۔ کوئی بلانگ اس طرح سکس فل (Successful) نہیں ہوگی ۔ فائو ایر پلان حالانکہ ان ہی لوگوں کا بنایا ہوا ہے لیکن آپ کم از کم اسی پر پوری پوری رقم خرچ نہیں کرتے اور نہ اسکو بورا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ بجٹ میں اکائی کرنے کی سکت بھی حکومت میں نہیں اور جو گنجائش ہیں انہیں انہیں بھی وہ پورا نہیں کر رہی ہے ۔ اگر اسکے متعلق کچھ کہا جائے تو بڑے زور و شور سے انکار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بجٹ میں اب بھی وہی ۔ ساہانہ ٹھاٹ نظر آتے ہیں ۔ انہی گراج کیلئے رقمیں رکھی جاتی ہیں ۔ پرائیوی پرس کیلئے رقم مہیا کی جاتی ہے ۔ جاگیرداروں کی حفاظت کی کوشش کی جاتی ہے ۔ عوام جب جاگیرداروں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو آپ انکی مدد کو آتے ہیں ۔ ان کے قرض کا بندوبست حکومت کرتی ہے ۔ میں کہوں گا کہ اس طرح عوام کے جذبات کو کچل کر اونکی یانگ کو بورا نہ کر کے آپ نے عوام کے ساتھ کوئی انصاف نہیں کیا ہے ۔ اس طرح ۲۸ کروڑ کا بجٹ پیش کر کے کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے آپ کی دنیا بن جائیگی ؟ اس سے کیا پھول کھلنے والے ہیں ، کیا ہار آنے والی ہے اور کیا خوشیاں حاصل ہونگی ؟ کس بل بونے پر آپ یہ کہتے ہیں کہ آپ اپنے فائو ایر پلان کو میٹیریلائز (Materialise) کرنے والے ہیں ۔ آپ نے عوام کے ساتھ کئے ہوئے کونسے وعدے پورے کئے ہیں جسکی وجہ سے عوام سے کوآپریشن طلب کرتے ہیں ؟ فائو ایر پلان ریت پر بنی ہوئی عمارت سے زیادہ کچھ نہیں ۔ اسکے لئے عوام کا ہمہ جہتی تعاون آپ کو حاصل نہیں ہو سکتا ۔ یہ پلان محض تصور پر مبنی ہے اور صرف اندازہ پر بنایا گیا ہے ۔ اسکا جو حشر ہونے والا ہے وہی ہوگا ۔ لیکن آپ کے دماغ میں اسکی نسبت جو خام خیالی ہے اسکو نکال دینا چاہئے ۔ گوداوری اور رام گنڈم کے پراجیکٹس نہ معلوم آپ کب تک چلاتے رہینگے ۔ اس پلان کے تعلق سے میں یہ کہوں گا کہ اڈ منسٹریشن ٹاپ ہیوی (Top-heavy) ہے ۔ ایک سکرٹری ہوتا ہے ۔ دو ڈپٹی سکرٹریز ۔ ایک اسسٹنٹ سکرٹری ۔ ایک فلاں سکرٹری ۔ ایک فلاں سکرٹری ۔ ایک سلسلہ ہے کہ چلا آ رہا ہے ۔ بیچارا صیغہ دار لکھتا ہے ۔ ۔ ایک چوڑی یہاں بٹھادی جاتی ہے ایک وہاں اس طرح کی عملیات سے کام نہیں چل سکتا ۔ ایک کی خبر دوسرے کو نہیں ہوتی ۔ اگر کسی کارروائی میں دریافت کیا جاتا ہے تو ایک دوسرے کے پاس بھجواتا ہے ۔ دوسرا تیسرے کے پاس ۔ غرض یہ حالت ہے ۔ جب تک ہمت کے ساتھ ایک انقلاب اس سسٹم میں نہ لایا جائے مسائل حل نہیں ہو سکتے ۔ ہمارے آنریبل منسٹرس کو ۱۲۵۰ روپیے تنخواہ کافی نہیں ہوتی ۔ ایک ملک چائینا بھی ہے جہاں کے صدر کو (۶۰۰) روپیے تنخواہ دی جاتی ہے اور یہ تنخواہ دیڑھ سو تک بھی ہو سکتی ہے ۔ لیکن یہاں کچھ نہیں ہو سکتا ۔ ٹریژری بنچز کہتے ہیں کہ ہماری سرویسز نیشنلائزڈ (Nationalised) ہیں ۔ ہم نہیں چاہتے کہ آپ کی تنخواہیں کم کریں ۔ جتنی ضرورت ہے اتنی تنخواہ ہم آپ کو دینا چاہتے ہیں ۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ اس ٹاپ ہیوی اڈ منسٹریشن کو کم کرنے کی ضرورت ہے ۔ جب تک کہ ان تمام چیزوں کی

جنب وجہ کر کے انکی اصلاح نہ کی جائیگی کوئی بلان بھی کامیاب ہونے کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ یہ بلان جو نامنلی (Nominally) منظور کیا گیا ہے وہ بھی ختم ہو جائیگا۔ آج کدم پراجیکٹ کا کیا حال ہے؟ وہاں ۶ مہینے کام ہونا ہے اور ۶ مہینے آرام یہ بلانس لائی علی صاحب کے زمانے سے آج تک نورے نہیں ہوئے۔ فائو ایر بلان نو بنایا جاتا ہے۔ لیکن رقم نہوڑی نہوڑی دی جاتی ہے۔ بہر حال منصوبہ جو کچھ بھی ہو جیسا بھی ہو کم از کم اس کو تو بورا کرنے کی کوشش کی جانی چاہئے۔ اگر ایسا نہو تو جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے کہا یہ فائو ایر بلان ایک تماشہ ہے اس کے سوا کچھ بھی نہیں۔ وہاں سے جو طریقہ کار بسنس ہو رہے ہیں وہ رہنے والے نہیں ہیں۔ یہ ریت بر بنے ہوئے نسان مٹ جائیگی اور اس سے مسائل حل نہیں ہونگے۔ اس بارے میں صحیح قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔

• اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

শ্রী যন্. যন্. শাস্ত্রী—(ভাধন):

স্বীকৃত, সর্,

নিম্নে য়ারোঁজন বড়টু মীদ চর্য জরুগুনুংগা মিনি কান্নি মিশয়ালু চেয়্বলসি চেবুথনান্না. অমি মমং'ত্বে, মামুলাগা ক্রিটিকাইজ (Criticise) চেয়্বলসি ডে'টুন্ডি ক্রিটিকাইজ (Criticise) অনে'দি মপ্পডা ডে'টুন্ডি. ক্রিটিকাইজ চেয়্বলসি কাদা কান্ন অর্ধমু ডে'টুন্ডি. গর সনবত্চরমু বড়টুন্ডি কাদা পা'লি বড়টুন্ডি জাগি'রী বড়টুন্ডি, জমি'দারী বড়টুন্ডি অনে'টুন্ডি য়া মিমরুলু,—অ'দি পা'লি য়া সনবত্চরকাদা অম্ম'চেয়্বল. ఈ సనవత్రరంలో ఇటువంటి బడ్జటును ప్రవేశపెట్టినందుకు ఫైనాన్స్ మినిస్టర్‌గారికి (Finance Minister) ధన్యవాదముల అర్పిస్తున్నాను. ఎందు కంటే, ప్రజలకు ఏవిధమైనటువంటి క్రొత్తపన్నులు పేయకుండా ఉన్నదాన్ని ఉన్నట్లు ఉంచి ప్రజలకు కష్టం కలిగించకుండా, సక్రమమయిన బడ్జటును తయారు చేసినందుకు వారికి నా ధన్యవాదములు.

బడ్జటును మిమర్లు చేయడం అనేది సామాన్యంగా ఉండవచ్చు. మిమర్లకుకాదా హద్దు ఉండాలి. (Five-Year Planning) వల్ల ఏమీ మేలు కలుగదు; దాని వల్ల ఏమీ ఉపయోగం లేదని అంటున్నారు. ప్రతి పనికి ఒక ప్లాను ఉండేది. ఏదైనా పని ఒకటి చేయవలసి ఉంటే మొదట దానికి ప్లాను చేసి తరువాత మెటీరియల్ (Material) సమకూర్చుకొని పని చేయాలి. (Five-year Plan) ను తయారు చేయడానికి రెండు సంవత్సరాల పట్టించని అన్నారు. నిజమే. ఏవిధంగా రెండు సంవత్సరాల పట్టియో గోడ పథ్యలు తెలుసుకుంటే తెలుస్తుంది. ముందు ఏమి చేయాలి; ముందు పేటికి ప్రాముఖ్యత ఇవ్వాలి తరువాత ఏమేమి చెయ్యవచ్చు—మొదలైనవన్నీ ఆలోచించుకోవలసి ఉంటుంది. ఏమీ లాభం పొందలేదు; ఎక్కడిదక్కడే ఉంది; యధాప్రకారంగానే ఉంది అని అంటే ఎట్లా? ఎడకేషన్ (Education) లోనూ, వ్యవసాయంలోనూ, ఇంజనీరింగ్‌లోనూ కొంతకొంత, మనదేశం

బాగు పడినట్లుగను, వృద్ధిలోనికి వచ్చినట్లుగను చూడ గల్గుతున్నాము. మాకేమీ కనపడటం లేదంటే—ఏమీ కనపడటం లేదనుకొనే వారకు ఏమీ కనపడదు. ఏదైనా నిదానంగా చూస్తే కనుపిస్తుంది. అని అనుకొనేవాళ్ళకు ఏమైనా కనుపిస్తుంది. ఏమీ కనపడటం లేదంటే ఏమీ కనపడకుండానే ఉంటుంది. ఏవిధమైన అర్థం పెట్టుకుంటే ఆ విధంగా కనబడుతుంది.

గౌరవ సభ్యులు ఒకరు “హరిజనులను ఏమాత్రం చూడటం లేదు; మమ్మీలను ఎవరూ చూడడం లేదు; అందరికంటే మేము పెనుకబడి ఉన్నామని” అన్నారు. హరిజనులను ఎందుకు చూడడం లేదు? ాంధీగారి ఆశయం ఏమంటే హరిజనుల కోసమే పుట్టానని, వారికోసమే జీవితం అర్పిస్తానని, వారికోసమే శక్తిని ధారపోస్తానని అన్నారు. ఎక్కడెక్కడైతే భూములు వున్నావో వాటిని స్పందించే హరిజనులకు కేటాయిస్తూ, హరిజనులకు స్కూల్స్ పెట్టించి, అనేక విధములైన సౌకర్యములను ఏర్పాటు చేశారు. అస్పృశ్యులను తొలగించడం లేదని అస్పృశ్యుల తొలగిపోవాలని చెబుతున్నారు. ప్రతిచోట జాయింటుగా ఉండే మాతలలోనుంచి నీళ్ళు తోడుకోకుండా జాయింటుగా ఉన్న పాఠశాలలో చదువుకోకుండా ఒకపైపున అస్పృశ్యులను తొలగించాలని చెబుతూ తిరిగి మరోపైపున వేరే బావులను త్రవ్వించాలని చెప్పటం సమంజసమైనది కాదు. అస్పృశ్యులను తొలగించడానికి ఎన్నివిధాల ప్రయత్నం చేయాలో అన్నివిధాల క్యాంగెను ప్రయత్నము చేస్తూనే ఉంది.

ఇక యీ బడ్జెటును పోలీసు బడ్జెటు, పోలీసు బడ్జెటు అని చెబుతున్నారు. గత సంవత్సరం బడ్జెటులోకంటే యీ సంవత్సరం బడ్జెటులో పోలీసుకు ఎంత తగ్గించారో మీరే తెలుసుకోవచ్చు మన దేశంలో శాంతి భద్రతలు ఎంత తొందరగా కాపాడగలమో అంత తొందరలోనే మనకు పోలీసు అవసరం ఉండదు. ఆ విధంగా శాంతి భద్రతలు ఉండేట్లు మన దేశంను తీసుకోవస్తే పోలీసు అవసరం ఉండదు. అప్పుడు పోలీసు ఖర్చు తక్కుండా పరిపాలన చేసుకోవచ్చు.

The House, then adjourned till Half Past Eight of the Clock on 10th March, 1953.